بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 70

ایڈیٹر منصور احمد

نائب تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

شمارہ 7

شرح چندہ

سالانہ 700روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50پاؤنڈ یا

80ڈالر امریکن

یا 60یورو

www.akhbarbadrqadian.in

5/رجب 1442ہجری قمری • 18/تبلیغ 1400ہجری شمسی • 18/فروری 2021ء

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدۡ جَآءَکُمُ الرَّسُوۡلُ بِالۡحَقِّ مِنۡ رَّبِّکُمۡ فَاٰمِنُوۡا خَیۡرًا لَّکُمۡ ؕ وَاِنۡ تَکۡفُرُوۡا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النساء:171)

ترجمہ: اَے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے حق کے ساتھ رسول آ چکا۔ پس ایمان لے آؤ یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ پھر بھی اگر تم انکار کرو تو یقیناً اللہ ہی کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12/فروری 2021 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہیں ہوتی اور خطرات کے وقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

خدا کا بھروسہ

اسلام کا خاصہ ہے کہ خدا پر بھروسہ ہوتا ہے۔ مسلمان وہی ہے جو صدقات اور دعا کا قائل ہو۔ عیسائیوں کو اس بات پر یقین نہیں، کیوں؟ انہوں نے جسمانی خدا بنایا ہے۔ انسان کی بڑی خوشی جو زوال پذیر نہیں ہوتی اور خطرات کے وقت اسے سنبھال لیتی ہے وہ خدا پر بھروسہ ہے۔ اور یہ صرف اسلام ہی کی تعلیم ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔

والدہ کی خدمت

پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کیلئے بسا اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف کو منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آ سکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے، صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی۔ یا اویس رضی اللہ عنہ کو یا مسیح علیہ السلام کو۔ یہ ایک عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی۔ چنانچہ لکھا ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے ملنے کو گئے تو اویس نے فرمایا کہ والدہ کی خدمت میں مصروف رہتا ہوں اور میرے اونٹوں کو فرشتے چرایا کرتے ہیں۔ ایک تو یہ لوگ ہیں جنہوں نے والدہ کی خدمت میں اس قدر سعی کی اور پھر یہ قبولیت اور عزت پائی۔ ایک وہ ہیں جو پیسہ پیسہ کیلئے مقدمات کرتے ہیں اور والدہ کا نام ایسی بُری طرح لیتے ہیں کہ رذیل قومیں چوہڑے چمار بھی کم لیتے ہوں گے۔ ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے۔ اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ایسے نمونوں سے دوسروں کو ٹھوکر لگتی ہے اور وہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایسے لوگ ہیں جو ماں باپ تک کی بھی عزت نہیں کرتے۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 269 تا 270، مطبوعہ قادیان 2018)

......☆......☆......☆......

اپنی جماعت کے لوگوں پر ایک حد تک جبر ہو سکتا ہے، مثلاً اگر کوئی احمدی نمازیں چھوڑ بیٹھتا ہے تو چونکہ اس سے ساری جماعت کی بدنامی ہوتی ہے اس لئے ہمارا حق ہے کہ اس شخص کو اصلاح کیلئے مجبور کریں

وَاِنۡ کَذَّبُوۡکَ فَقُلۡ لِّیۡ عَمَلِیۡ وَلَکُمۡ عَمَلُکُمۡ ۚ اَنۡتُمۡ بَرِیۡٓـُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ وَاَنَا بَرِیۡٓءٌ مِّمَّا تَعۡمَلُوۡنَ

سورۃ یونس آیت 42 کی تفسیر میں سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اگر تم میری تکذیب کرتے ہو اور مجھے جھٹلاتے ہو تو بے شک ایسا کرو کیونکہ تم میں اور مجھ میں اختلاف ہے۔ تم اور کام کر رہے ہو اور میں اور کام کر رہا ہوں۔ اور اختلاف کی صورت میں ہر فریق کو حق ہے کہ دوسرے کی بات کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ لیکن بات اسی حد تک ہی رہنی چاہئے۔ ایک دوسرے کو اس کی مرضی کے خلاف اپنی بات منوانے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے۔ چنانچہ جب میں تمہیں مجبور نہیں کرتا تو تم مجھے کیوں مجبور کرتے ہو۔

پہلی آیت میں جو اَعۡلَمُ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ کہا تھا اس آیت میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ جب تمہاری جماعت الگ اور ہماری جماعت الگ، تمہارے کام علیحدہ اور ہمارے کام جدا، اور ہر ایک اس بات کو جانتا ہے تو پھر فساد اور جبر تک نوبت کیوں پہنچائی جائے۔ کیونکہ جبر تو اس صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ ایک کی وجہ سے دوسرے پر حرف آتا ہو، لیکن اس جگہ میرے یا میری جماعت کے کاموں کی وجہ سے تم پر کوئی حرف نہیں آ سکتا، اور تمہارے کاموں کی وجہ سے مجھ پر کوئی حرف نہیں آ سکتا۔ پس جبر ناجائز ہے۔

اس جگہ سے ایک مسئلہ نکلتا ہے کہ اپنی قوم کے آدمی پر ایک حد تک جبر کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے قوم بدنام ہوتی ہے۔ چنانچہ اس کے ماتحت جب ہم اپنی جماعت کے بعض لوگوں کی غلطی پر جرمانہ وغیرہ کی سزا مقرر کرتے ہیں تو بعض نادان اسے پیر پرستی قرار دیتے اور شور مچاتے ہیں حالانکہ اس آیت سے ثابت ہے کہ اپنی جماعت کے لوگوں پر ایک حد تک جبر ہو سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص احمدی کہلاتا ہوا ڈاکہ زنی کی وارداتیں کرتا ہے یا نمازیں چھوڑ بیٹھتا ہے تو چونکہ اس سے ساری جماعت کی بدنامی ہوتی ہے اس لئے ہمارا حق ہے کہ اس شخص کو اصلاح کیلئے مجبور کریں۔ ہاں اگر وہ احمدیت سے ہی انکار کر کے جدا ہو جائے یا اپنا کوئی نیا فرقہ بنا لے تو پھر ہمارا اس پر کوئی حق نہ ہوگا۔ غرض اَنۡتُمۡ بَرِیۡٓـُٔوۡنَ مِمَّاۤ اَعۡمَلُ میں بتایا ہے کہ میرے اور تمہارے الگ الگ گروہ ہیں۔ میرے کاموں کی وجہ سے تم پر الزام نہیں آئے گا اس لئے جبر یا فساد کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

اس آیت کے دوسرے معنی یہ بھی ہیں کہ میرے اور تمہارے عمل بالکل ممتاز ہیں۔ ان میں کوئی تشابہ نہیں ہے۔ نتیجہ خود بتا دے گا کہ کس کے عمل صحیح اور خدا کے ہاں مقبول تھے۔ عمل کے متشابہ ہونے کی صورت میں صحیح طور سے نہیں کہہ سکتے کہ خرابی یا ترقی کس سبب سے پیدا ہوئی۔ لیکن جب کوئی تشابہ ہی نہ ہو تو فوراً پتہ لگ سکتا ہے کہ نتیجہ اس قوم کے مخصوص اعمال کا ہے۔

(تفسیر کبیر، جلد 3، صفحہ 82، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

انسان اکثر باتوں میں جھگڑتا ہے

(1127) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک رات ان کے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو نبی علیہ السلام کی بیٹی تھیں، آئے اور فرمایا: کیا تم دونوں (تہجد کی) نماز نہیں پڑھتے ہو؟ مَیں نے کہا: یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں جب ہمیں اُٹھانا چاہے ہمیں اُٹھاتا ہے۔ جب مَیں نے یہ کہا تو آپؐ لوٹ گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا۔ پھر مَیں نے جبکہ آپؐ پیٹھ موڑ کر اپنی ران پر ہاتھ مارتے ہوئے جا رہے تھے، آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: انسان اکثر باتوں میں جھگڑا کرتا ہے۔

رمضان میں نفل نماز باجماعت

(1129) حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مسجد میں نماز پڑھی۔ لوگوں نے بھی آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پھر آپؐ نے دوسری رات بھی پڑھی اور لوگ بہت ہو گئے۔ پھر تیسری یا چوتھی رات کو بھی اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس باہر نہیں گئے۔ جب صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: مَیں نے دیکھ لیا تھا جو تم کرتے تھے اور مجھے تمہارے پاس باہر آنے سے اسی بات نے روکا ہے کہ مَیں ڈر گیا مبادا تم پر (تہجد) فرض ہو جائے اور یہ واقعہ رمضان میں ہوا۔

(صحیح بخاری، جلد 2، کتاب التہجد، مطبوعہ قادیان 2006)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)

خطبہ جمعہ فرمودہ 29/جنوری 2021ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از نبیوں کا سردار)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرت المہدی)

مستورات سے خطاب بر موقع جلسہ سالانہ جرمنی 2011

خطاب بر موقع سالانہ اجتماع اطفال الاحمدیہ جرمنی 2011

پیغام بر موقع جلسہ سالانہ ہنڈوراس 2020

خطبہ بطرز سوال و جواب | ملکی رپورٹس و اعلانات

وصایا و ذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرُّ مَا فِي العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَةُ الصُّلَحَاءِ

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج، اگر کوئی ثابت کردے کہ کسوف وخسوف کا نشان کسی اور مدعی رسالت کیلئے بھی ظاہر ہوا ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب نُور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 سے پیش کررہے ہیں۔ پیارے آقا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت محمدیہ میں آنے والے مسیح ومہدی کی صداقت کے لئے رمضان کے مہینے میں چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ آپؐ نے فرمایا تھا :

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا اٰيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔

(سنن دارقطنی بَابُ صِفَةِ صَلوٰةِ الْخُسُوْفِ وَالْكُسُوْفِ وَهَيْئَتُهُمَا)

یعنی ہمارے مہدی کیلئے دو نشان ہیں۔ اور یہ دو نشان جب سے کہ زمین وآسمان پیدا ہوئے کبھی (کسی مامور من اللہ کی صداقت کیلئے) ظاہر نہیں ہوئے۔ (اور وہ دو نشان یہ ہیں کہ) قمر کو رمضان میں (اسکی گرہن کی راتوں میں سے) اوّل رات میں گرہن لگے گا۔ اور سورج کو (اسکی گرہن کی تاریخوں میں سے) درمیان کی تاریخ میں گرہن لگے گا۔ اور جب سے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا یہ دونوں نشان کبھی (کسی مدعی کی صداقت کیلئے) ظاہر نہیں ہوئے۔

یہ نشان 1894ء میں ظاہر ہوا۔ چاند کو 21/ مارچ 1894 کو رمضان کی تیرہویں تاریخ کو گرہن لگا جبکہ سورج کو 6/اپریل، رمضان کی 28ویں تاریخ کو گرہن لگا۔ اس سے چار سال قبل 1890 میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسیحیت کا دعویٰ کیا تو پورے ہندوستان میں بہت ہی زور وشور سے آپ کی مخالفت شروع ہوچکی تھی۔ چار سال بعد 1894 میں آپؑ کی تائید وتصدیق میں جب یہ نشان ظاہر ہوا تو علماء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اور آپؑ کی عداوت اور دشمنی میں اس عظیم الشان نشان کا انکار کردیا۔ اس پیشگوئی پر طرح طرح کے اعتراضات کئے۔ ایک اعتراض کا جواب ہم نے گزشتہ شمارہ میں دیا ہے جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک ہزار روپے کا انعام رکھا تھا۔ اس جگہ ہم ایک اور اعتراض کا جواب دیں گے اور وہ اعتراض یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ خاص قسم کا کسوف وخسوف ہوگا مگر یہ جو کسوف وخسوف ہوا یہ عام طرز کا ہے جو کہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔

اس کے جواب میں سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تَكُوْنَا کا تعلق اٰيَتَيْنِ سے ہے نہ کہ کسوف وخسوف سے۔ اگر کسوف وخسوف سے اس کا تعلق ہوتا تو تَكُوْنَا کی بجائے يَكُوْنَا ہونا چاہئے تھا۔ پیشگوئی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں: لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی یہ دو نشان ایسے ہیں کہ جب سے کہ زمین وآسمان پیدا ہوئے تب سے کسی مدعی رسالت کے لئے وقوع میں نہیں آئے۔ یعنی چاند اور سورج کو اِن تاریخوں کے ساتھ ماہِ رمضان میں جبکہ مدعی مسیحیت بھی موجود ہو کبھی گرہن نہیں لگا۔ اس لحاظ سے سمجھنا چاہئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان کو خاص قرار دیا ہے کہ ایسا نشان کبھی کسی مدعیٔ نبوت کے لئے جب سے کہ دُنیا بنی ہے ظاہر نہیں ہوا۔ پیشگوئی میں یہ بات بیان نہیں ہوئی ہے کہ چاند اور سورج کو کسی خاص اور انوکھے طرز پر گرہن لگے گا۔ گرہن کا عجیب وغریب ہونا بیان نہیں کیا گیا بلکہ نشان کا عجیب وغریب ہونا بیان کیا گیا ہے۔ گرہن تو عام قانون قدرت کے مطابق لگے گا لیکن جب یہی گرہن چاند اور سورج ہر دو ماہِ رمضان میں جمع ہوجائے، اور چاند کو اس کی گرہن کی تاریخوں میں سے پہلی تاریخ کو گرہن لگے یعنی 13 رمضان کو اور سورج کو اس کی گرہن کی تاریخوں میں سے درمیان میں گرہن لگے یعنی 28 تاریخ کو اور اس سے پہلے مسیحیت کا زور وشور کے ساتھ دعویٰ کرنے والا موجود ہو اور اُسی زور وشور کے ساتھ اس کی تکذیب ہوچکی ہو اور پھر یہ نشان اللہ تعالیٰ اُس کی تائید ونصرت میں ظاہر فرمائے تو یہ نشان ایک غیر معمولی نشان ہوگا جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق جب سے کہ دُنیا بنی ہے کسی مدعی نبوت ورسالت کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج دیا کہ اگر کوئی اس کی نظیر پیش کرسکے کہ ایسا نشان پہلے بھی کبھی کسی مدعی نبوت یا رسالت کے لئے ظاہر ہوا ہے تو اس کو ایک ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا۔ ذیل میں ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس تعلق میں بعض دلچسپ اور ایمان افروز ارشادات پیش کرتے ہیں۔

یہودیوں کیلئے خدا نے اُس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں اور اِس شرف سے بھی محروم ہیں جو اِن پر کوئی کتاب ہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اور یہ خیال کہ اس حدیث میں جو یہ فقرہ ہے کہ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ خسوف وکسوف بطور خارق ہوگا نہ ایسا خسوف کسوف جو منجمین کے نزدیک معلوم ومعروف ہے، یہ وہم بھی اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ یہ لوگ علم عربی اور عالمانہ تدبر سے بالکل بے نصیب اور بے بہرہ ہیں۔ یہودیوں کیلئے خدا نے اس گدھے کی مثال لکھی ہے جس پر کتابیں لدی ہوئی ہوں مگر یہ خالی گدھے ہیں یہ اس شرف سے بھی محروم ہیں جو ان پر کوئی کتاب ہو۔ ہر یک عقلمند جس کو ذرہ انسانی عقل میں سے حصہ ہو سمجھ سکتا ہے کہ اس جگہ لَمْ تَكُوْنَا کا لفظ آيَتَيْنِ سے متعلق ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ یہ دونوں نشان بجز مہدی کے پہلے اس سے اور کسی کو عطا نہیں کئے گئے۔ پس اس جگہ یہ کہاں سے سمجھا گیا کہ یہ کسوف خسوف خارق عادت ہوگا۔ بھلا اس میں وہ کونسا لفظ ہے جس سے خارق عادت سمجھا جائے۔ اور جبکہ مطلوب صرف یہ بات تھی کہ ان تاریخوں میں کسوف خسوف رمضان میں ہونا کسی کیلئے اتفاق نہیں ہوا صرف مہدی موعود کیلئے اتفاق ہوگا...... پیشگوئی کے لفظ صاف ہیں جن سے صریح ثابت ہوتا ہے کہ لَمْ تَكُوْنَا کے لفظ سے صرف یہ مطلب ہے کہ مہدی موعود کو ایک عزت دی جائے اور اس نشان کو اس کے لئے خاص کردیا جائے۔ سو پیشگوئی کا بھی مفہوم یہی ہے کہ یہ نشان کسی دوسرے مدعی کو نہیں دیا گیا خواہ صادق ہو یا کاذب صرف مہدی موعود کو دیا گیا ہے۔ اگر یہ ظالم مولوی اس قسم کا خسوف کسوف کسی اور مدعی کے زمانہ میں پیش کرسکتے ہیں تو پیش کریں۔ اس سے بیشک میں جھوٹا ہو جاؤں گا ورنہ میری عداوت کے لئے اس قدر عظیم الشان معجزہ سے انکار نہ کریں۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 331)

کبھی کسی مدعی نبوت یا رسالت کیلئے یہ نشان ظاہر نہیں ہوا تم گزشتہ زمانوں میں سے اس کی نظیر لاؤ اگر تم سچے ہو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

کبھی کسی رسول یا نبی یا محدث کے وقت میں خسوف کسوف کا اجتماع رمضان میں نہیں ہوا۔ اور جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت یا نبوت یا محدثیت کے وقت میں کبھی چاند گرہن اور سورج گرہن اکٹھے نہیں ہوئے۔ اور اگر کوئی کہے کہ اکٹھے ہوئے ہیں تو بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے۔ (انوار الاسلام رُوحانی خزائن جلد 9 صفحہ 48)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں : تم گزشتہ زمانوں میں سے اس کی نظیر لاؤ اگر تم سچے ہو اور ہم کو کوئی ایسی کتاب دکھلاؤ جس میں ایسے آدمی کا ذکر ہو جو اُس نے دعویٰ کیا ہو جو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور میں ہی مسیح موعود اور مہدی ہوں اور اہل ظلم کا شعلہ دُور کرنے کے لئے آیا ہوں اور میں خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں تا دین کو زندہ کروں اور ایمانی طریقے سکھلاؤں۔ پس اُس کا دعویٰ اس نشان کے ساتھ مقارن ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے زمانے میں سورج گرہن کردے خواہ وہ سچا ہو یا جھوٹا۔ اور اگر تم اس کی مثل پیش نہ کرسکو اور ہرگز نہ پیش کرسکو گے اور بجز جھاگ کے اور تمہارے پاس کچھ نہیں ہوگا، پس جانو کہ وہ میرے لئے خدائے قریب سے ایک نشان ہے۔ (نور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 211)

جس شخص نے یہ زعم کیا کہ یہ خسوف کسوف پہلے بھی واقع ہوا ہے اُس نے مفتریات کی پیروی کی ہے اور رسول اللہ کی بات پر جھوٹوں کی بات کو ترجیح دی ہے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

اَے نادانو اور سفیہو یہ حدیث خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے جو خیر المرسلین ہے اور یہ حدیث دارقطنی میں لکھی ہے جس کی تالیف پر ہزار برس سے زیادہ گزرا پس پوچھ لواُن سے۔ اگر تمہیں شک ہے تو ہمارے لئے کوئی ایسی کتاب یا اخبار نکالو جس میں تمہارا دعویٰ صاف دلیل کے ساتھ پایا جاوے اور کوئی ایسا قائل پیش کرو کہ اس قسم کا خسوف اور کسوف اس نے دیکھا ہو اگر تم سچے ہو۔ اور تمہیں ہرگز قدرت نہیں ہوگی کہ اس کی نظیر پیش کرسکو۔ پس تم جھوٹوں کی پیروی مت کرو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ علماءِ سلف اس نشان کے منتظر تھے اور اس حجت کی انتظار کررہے تھے اور صدی بعد صدی اور پشت بعد پشت انتظار کررہے تھے۔ پس اگر اس کو کسی قرن میں پاتے تو ضرور اس کا ذکر کرتے اور فراموش نہ کرتے، کیونکہ وہ اس خبر ماثور کی تعظیم کرتے تھے اور اسکے انتظار میں دن اور مہینے گنتے تھے اور عشاق کی طرح اس کی انتظار کرتے تھے اور اس نشان کے دیکھنے کی آرزو رکھتے تھے پس انہوں نے اپنے زمانوں میں اس نشان کو نہ دیکھا اور اگر دیکھتے تو ضرور اس کا ذکر کرتے اور تمہیں معلوم ہے کہ ان کی کتابیں مسلسل طور پر تالیف ہوتی چلی آئی ہیں مگر ان میں اس نشان کا کچھ ذکر نہیں کیا گیا۔ تیرا یہ ظن ہے کہ انہوں نے غفلت کی وجہ سے یہ ذکر چھوڑ دیا۔ اگر تو ایسا ظن کرتا ہے تو تُو نے بہتان باندھا اور کس طرح تُو ظن کرتا ہے اور تُو جانتا ہے کہ وہ لوگ حوادث زمانہ کے جمع کرنے پر بہت حریص تھے۔ اور جو کچھ چاند اور سورج پر امور عارض ہوتے ان کے لکھنے کے لئے آمادہ رہتے تھے۔ پس جس شخص نے یہ زعم کیا ہے کہ یہ خسوف کسوف پہلے

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

حضرت عثمانؓ نے کفارِ مکہ کو جواب دیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مکہ سے باہر روکے جائیں اور میں طواف کروں!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفۂ راشد، ذوالنورین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا تذکرہ

غزوۂ غطفان، غزوۂ احد، بیعتِ رضوان اور صلح حدیبیہ کے حالات و واقعات کا بیان

اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم! ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں، پھر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا آؤ اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29 رجنوری 2021ء بمطابق 29 رصلح 1400 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غزوات میں شمولیت کا ذکر کرتا ہوں۔ جیسا کہ غزوۂ بدر کے بارے میں یہ بیان ہو چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ غزوۂ بدر میں شامل نہیں ہو سکے تھے کیونکہ آپ کی زوجہ حضرت رقیہؓ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار تھیں اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کو ارشاد فرمایا کہ ان کی تیمارداری کیلئے مدینہ میں ٹھہریں اور آپؓ کو بدر میں شامل ہونے والوں کی طرح ہی قرار دیا۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کیلئے بدر میں شامل ہونے والوں کی طرح مالِ غنیمت میں اور اجر میں حصہ مقرر فرمایا۔

(شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، جزء 2، صفحہ 334، باب غزوہ بدر الکبریٰ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

غزوۂ غطفان محرم یا صفر 3ر ہجری میں ہوا۔ غزوۂ غطفان کیلئے نجد کے علاقے کی طرف نکلتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو مدینہ کا امیر مقرر فرمایا تو اس لحاظ سے اس میں بھی شامل نہیں ہوئے۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، الجزء الثالث، صفحہ 41، عثمان بن عفان، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1990ء)

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 463)

اس غزوہ کی تفصیل حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ

’’بنوغطفان کے بعض قبائل یعنی بنوثَعلَبہ اور بنومُحارِب کے لوگ اپنے ایک نامور جنگجو دُعثُور بن حارِث کی تحریک پر پھر مدینہ پر اچانک حملہ کر دینے کی نیت سے نجد کے ایک مقام ذِی اَمَر میں جمع ہونے شروع ہوئے لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں کی حرکات و سکنات کا باقاعدہ علم رکھتے تھے، آپؐ کو ان کے اس خونی ارادے کی بروقت اطلاع ہوگئی اور آپؐ ایک بیدار مغز جرنیل کی طرح پیش بندی کے طور پر ساڑھے چار سو صحابیوں کی جمعیت کو اپنے ساتھ لے کر محرم 3ھ کے آخر یا صفر کے شروع میں مدینہ سے نکلے اور تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے ذِی اَمَر کے قریب پہنچ گئے۔ دشمن کو آپؐ کی آمد کی اطلاع ہوئی تو اس نے جھٹ پٹ آس پاس کی پہاڑیوں پر چڑھ کر اپنے آپ کو محفوظ کر لیا اور مسلمان ذی امر میں پہنچے تو میدان خالی تھا۔ البتہ بنوثَعلَبہ کا ایک بدوی جس کا نام جَبّارُ تھا صحابہ کے قابو میں آ گیا جسے قید کر کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے حالات دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ بنوثعلبہ اور بنومحارب کے سارے لوگ پہاڑیوں میں محفوظ ہو گئے ہیں اور وہ کھلے میدان میں مسلمانوں کے سامنے نہیں آئیں گے۔ ناچار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واپسی کا حکم دینا پڑا مگر اس غزوہ کا اتنا فائدہ ضرور ہو گیا کہ اس وقت جو خطرہ بنوغطفان کی طرف سے پیدا ہوا تھا وہ وقتی طور پر ٹل گیا۔‘‘

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 463)

غزوۂ احد جو شوال 3ر ہجری میں ہوا تھا۔ حضرت عثمانؓ غزوۂ احد میں شریک ہوئے تھے۔ پہلے دو غزوات میں تو (شامل) نہیں ہوئے تھے اس غزوۂ احد میں شریک ہوئے تھے۔ دورانِ جنگ صحابہ کا ایک گروہ ایسا تھا جو اچانک حملہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے اِدھر اُدھر ہو گیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صرف 12 صحابہ کا ایک چھوٹا سا گروہ رہ گیا تھا۔ حضرت عثمانؓ پہلے گروہ میں سے تھے۔ (ماخوذ از شرح العلامہ الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، جزء 2، صفحہ 418-419، باب غزوۃ احد، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

مسلمانوں نے جب لشکرِ قریش پر غلبہ پا لیا اور وہ مالِ غنیمت اکٹھا کرنے لگے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جن پچاس تیراندازوں کو اپنی جگہ نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا تھا انہوں نے فتح کو دیکھ کر اپنی جگہ کو چھوڑ دیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سختی سے اپنی جگہ نہ چھوڑنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ خالد بن ولید جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے یہ منظر دیکھ کر فوراً وہاں سے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہ حملہ ایسا اچانک، غیر متوقع اور اس قدر شدید تھا کہ مسلمان منتشر ہو گئے۔ ان منتشر ہونے والے صحابہ میں حضرت عثمانؓ کا نام بھی بیان کیا جاتا ہے۔

قرآن شریف میں ان لوگوں کے ضمن میں ذکر آتا ہے کہ اس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدّنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّھُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰہُ عَنْھُمْ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۔ (آل عمران: 156)

یقیناً تم میں سے وہ لوگ جو اس دن پھر گئے جس دن دو گروہ متصادم ہوئے یقیناً شیطان نے انہیں پھسلا دیا تھا بعض ایسے اعمال کی وجہ سے جو وہ بجا لائے اور یقیناً اللہ ان سے درگزر کر چکا ہے۔ یقیناً اللہ بہت بخشنے والا اور بہت بردبار ہے۔

اس غزوہ کے دوران مسلمانوں کی اس کیفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھا ہے کہ

’’قریش کے لشکر نے قریباً چاروں طرف گھیرا ڈال رکھا تھا اور اپنے پے در پے حملوں سے ہر آن دباتا چلا آتا تھا۔ اس پر بھی مسلمان شاید تھوڑی دیر بعد سنبھل جاتے مگر غضب یہ ہوا کہ قریش کے ایک بہادر سپاہی عبداللہ بن قَمِئَہ نے مسلمانوں کے علمبردار مُصعَب بن عُمَیرؓ پر حملہ کیا اور اپنی تلوار کے وار سے ان کا دایاں ہاتھ کاٹ گرایا۔ مُصعَبؓ نے فوراً دوسرے ہاتھ میں جھنڈا تھام لیا اور ابن قَمِئَہ کے مقابلہ کیلئے آگے بڑھے مگر اس نے دوسرے وار میں ان کا دوسرا ہاتھ بھی قلم کر دیا۔ اس پر مُصعَبؓ نے اپنے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو جوڑ کر گرتے ہوئے اسلامی جھنڈے کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اسے چھاتی سے چمٹا لیا۔ جس پر ابن قَمِئَہ نے ان پر تیسرا وار کیا اور اب کی دفعہ مُصعَب شہید ہو کر گر گئے۔ جھنڈا تو کسی دوسرے مسلمان نے فوراً آگے بڑھ کر تھام لیا مگر چونکہ مُصعَبؓ کا ڈیل ڈول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا تھا ابن قَمِئَہ نے سمجھا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار لیا ہے یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی طرف سے یہ تجویز محض شرارت اور دھوکا دہی کے خیال سے ہو۔ بہرحال اس نے مُصعَبؓ کے شہید ہو کر گرنے پر شور مچا دیا کہ میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مار لیا ہے۔ اس خبر سے مسلمانوں کے رہے سہے اوسان بھی جاتے رہے اور ان کی جمعیت بالکل منتشر ہو گئی اور بہت سے صحابی سراسیمہ ہو کر میدان سے بھاگ نکلے۔ اس وقت مسلمان تین حصوں میں منقسم تھے۔ ایک گروہ وہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر میدان سے بھاگ گیا تھا مگر یہ گروہ سب سے تھوڑا تھا‘‘ یا یہ کہہ دیں کہ مایوس ہو کے منتشر ہو گیا تھا۔ ’’ان لوگوں میں حضرت عثمان بن عفانؓ بھی شامل تھے مگر جیسا کہ قرآن شریف میں ذکر آتا ہے اس وقت کے خاص حالات اور ان لوگوں کے دلی ایمان اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف فرما دیا۔ ان لوگوں میں سے بعض مدینہ تک جا پہنچے اور اس طرح مدینہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیالی شہادت اور لشکر اسلام کی ہزیمت کی خبر پہنچ گئی جس سے تمام شہر میں ایک کہرام مچ گیا اور مسلمان مرد عورت بچے بوڑھے نہایت سراسیمگی کی حالت میں شہر سے باہر نکل آئے اور احد کی طرف روانہ ہو گئے اور بعض تو جلد جلد دوڑتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے اور اللہ کا نام لے کر دشمن کی صفوں میں گھس گئے۔ دوسرے گروہ میں وہ

لوگ تھے جو بھاگے تو نہیں تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کر یا تو ہمت ہار بیٹھے تھے اور یا اب لڑنے کو بیکار سمجھتے تھے اور اس لئے میدان سے ایک طرف ہٹ کر سرنگوں ہو کر بیٹھ گئے۔ تیسرا گروہ وہ تھا جو برابر لڑ رہا تھا۔ ان میں سے کچھ تو وہ لوگ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع تھے اور بے نظیر جان نثاری کے جوہر دکھا رہے تھے اور اکثر وہ تھے جو میدان جنگ میں منتشر طور پر لڑ رہے تھے۔ ان لوگوں اور نیز گروہ ثانی کے لوگوں کو جوں جوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ موجود ہونے کا پتہ لگتا جاتا تھا یہ لوگ دیوانوں کی طرح لڑتے بھڑتے آپؐ کے اردگرد جمع ہوتے جاتے تھے۔ اس وقت جنگ کی حالت یہ تھی کہ قریش کا لشکر گویا سمندر کی مہیب لہروں کی طرح چاروں طرف سے بڑھا چلا آتا تھا اور میدان جنگ میں ہر طرف سے تیر اور پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ جاں نثاروں نے اس خطرہ کی حالت کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد گھیرا ڈال کر آپؐ کے جسم مبارک کو اپنے بدنوں سے چھپا لیا مگر پھر بھی جب کبھی حملہ کی رو اٹھتی تھی تو یہ چند گنتی کے آدمی ادھر ادھر دھکیل دئے جاتے تھے اور ایسی حالت میں بعض اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریباً اکیلے رہ جاتے تھے۔'' (سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے، صفحہ 493-494)

بہرحال اس میں یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمانؓ مایوس ہو کے یا کسی وجہ سے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی خبر سن کے وہاں سے چلے گئے تھے اور اسی طرح مایوس ہو کر بیٹھنے والوں میں نہیں تھے لیکن بیٹھنے والوں میں حضرت عمرؓ کا بھی ذکر آتا ہے۔ بہرحال وہ تو اپنے وقت پر بیان ہوگا۔

اب مَیں بیان کرتا ہوں صلح حدیبیہ کے موقع پر جو سفارت کاری ہوئی اور بیعتِ رضوان ہوئی اس میں حضرت عثمانؓ کا کردار یا آپؓ کے بارے میں کیا واقعات ملتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رؤیا دیکھا کہ آپؐ اور آپؐ کے صحابہ امن کے ساتھ اپنے سروں کو منڈائے ہوئے اور بال چھوٹے کیے ہوئے بیت اللہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس رؤیا کی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذوالقعدہ 6 ہجری میں اپنے چودہ سو اصحاب کے ہمراہ عمرے کی ادائیگی کیلئے مدینہ سے نکلے۔ حدیبیہ کے مقام پر آپؐ نے پڑاؤ کیا۔ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے کی ادائیگی سے روکا۔ فریقین کے درمیان جب سفارت کاری کا آغاز ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے جوش و خروش کا حال سنا تو آپؐ نے فرمایا کسی ایسے بااثر شخص کو مکہ میں بھجوایا جائے جو مکّہ ہی کا رہنے والا ہو اور قریش کے کسی معزز قبیلے سے تعلق رکھتا ہو۔ (شرح العلامۃ الزرقانی علی المواھب اللدنیۃ للقسطلانی، جزء 3، صفحہ 169-170، 222، امر الحدیبیہ، دار الکتب العلمیۃ بیروت 1996ء)

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس مقصد کیلئے بھجوایا گیا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اسکی جو تفصیل بیان کی ہے اسکا کچھ ذکر مَیں کرتا ہوں۔ آپؓ نے لکھا ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خواب دیکھی کہ آپؐ اپنے صحابہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ اس وقت ذوقعدہ کا مہینہ قریب تھا جو زمانہ جاہلیت میں بھی ان چار مبارک مہینوں میں سے سمجھا جاتا تھا جن میں ہر قسم کا جنگ و جدل منع تھا۔ گویا ایک طرف آپؐ نے یہ خواب دیکھی اور دوسری طرف یہ وقت بھی ایسا تھا کہ جب عرب کے طول و عرض میں جنگ کا سلسلہ رک کر امن و امان ہو جاتا تھا۔ گو یہ حج کے دن نہیں تھے اور ابھی تک اسلام میں حج باقاعدہ طور پر مقرر بھی نہیں ہوا تھا لیکن خانہ کعبہ کا طواف ہر وقت ہو سکتا تھا۔ اس لیے آپؐ نے اس خواب دیکھنے کے بعد اپنے صحابہؓ سے تحریک فرمائی کہ عمرہ کے واسطے تیاری کر لیں۔ اس موقع پر آپؐ نے صحابہ میں یہ بھی اعلان فرمایا کہ چونکہ اس سفر میں کسی قسم کا جنگی مقابلہ مقصود نہیں ہے بلکہ محض ایک پُرامن دینی عبادت کا بجا لانا مقصود ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سفر میں اپنے ہتھیار ساتھ نہ لیں۔ البتہ عرب کے دستور کے مطابق صرف اپنی تلواروں کو نیاموں کے اندر بند کر کے مسافرانہ طریق پر اپنے ساتھ رکھا جا سکتا ہے اور ساتھ ہی آپؐ نے مدینہ کے گردونواح کے بدوی لوگوں میں بھی جو بظاہر مسلمانوں کے ساتھ تھے یہ تحریک فرمائی کہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو کر عمرہ کی عبادت بجا لائیں مگر افسوس ہے کہ ایک نہایت قلیل یعنی برائے نام تعداد کے سوا ان مسلمان کہلانے والے کمزور ایمان بدوی لوگوں نے جو مدینہ کے آس پاس آباد تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلنے سے احتراز کیا کیونکہ ان کا خیال تھا کہ خواہ مسلمانوں کی نیت عمرہ کے سوا کچھ نہیں مگر قریش بہرحال مسلمانوں کو روکیں گے اور اس طرح مقابلہ کی صورت پیدا ہو جائے گی اور وہ سمجھتے تھے کہ چونکہ یہ مقابلہ مکہ کے قریب اور مدینہ سے دور ہوگا اس لیے کوئی مسلمان بچ کر واپس نہیں آسکے گا۔ اس لیے ڈر کر وہ اس میں شامل نہیں ہوئے۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ اوپر چودہ سو صحابیوں کی جمعیت کے ساتھ ذوقعدہ 6 ہجری کے شروع میں ہی پیر کے دن بوقت صبح مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اس سفر میں آپؐ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ آپؐ کے ہم رکاب تھیں اور مدینہ کا امیر نُمَیْلَہ بن عبداللہؓ کو اور امام الصلوٰۃ عَبْدُ اللہ بن اُمِّ مَکْتُومؓ کو جو آنکھوں سے معذور تھے مقرر کیا گیا تھا۔

جب آپؐ ذُوالحُلَیْفَہ میں پہنچے جو مدینہ سے قریباً چھ میل کے فاصلہ پر مکہ کے راستہ پر واقع ہے تو آپؐ نے ٹھہرنے کا حکم دیا اور نماز ظہر کی ادائیگی کے بعد قربانی کے اونٹوں کو جو تعداد میں سترّ تھے نشان لگائے جانے کا ارشاد فرمایا اور صحابہؓ کو ہدایت فرمائی کہ وہ حاجیوں کا مخصوص لباس جو اصطلاحاً احرام کہلاتا ہے پہن لیں اور آپؐ نے خود بھی احرام باندھ لیا اور پھر قریش کے حالات کا علم حاصل کرنے کیلئے کہ آیا وہ کسی شرارت کا ارادہ تو نہیں رکھتے ایک خبر رساں بُسر بن سُفْیَان نامی کو جو قبیلہ خزاعہ سے تعلق رکھتا تھا، جو مکہ کے قرب میں آباد تھا، آگے بھجوا کر آہستہ آہستہ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اور مزید احتیاط کے طور پر مسلمانوں کی بڑی جمعیت کے آگے آگے رہنے کیلئے عَبَّاد بن بِشْرؓ کی کمان میں بیس سواروں کا ایک دستہ بھی متعین فرمایا۔ جب آپؐ چند روز کے سفر کے بعد عُسْفَان کے قریب پہنچے جو مکہ سے تقریباً دو منزل کے راستہ پر واقع ہے۔ (کہا جاتا ہے کہ ایک منزل نو میل کی ہوتی ہے) تو آپؐ کے خبر رساں نے واپس آکر آپؐ کی خدمت میں اطلاع دی کہ قریش مکہ بہت جوش میں ہیں اور آپ کو روکنے کا پختہ عزم کیے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے اپنے جوش اور وحشت کے اظہار کیلئے چیتوں کی کھالیں پہن رکھی ہیں اور جنگ کا پختہ عزم کر کے بہرصورت مسلمانوں کو روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ قریش نے اپنے چند جانباز سواروں کا ایک دستہ خالد بن ولید کی کمان میں جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے آگے بھجوا دیا ہے اور یہ کہ یہ دستہ اس وقت مسلمانوں کے قریب پہنچا ہوا ہے اور اس دستہ میں عکرمہ بن ابوجہل بھی شامل ہے وغیرہ وغیرہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی تو تصادم سے بچنے کی غرض سے صحابہ کو حکم دیا کہ مکہ کے معروف راستے کو چھوڑ کر دائیں جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھیں۔ چنانچہ مسلمان ایک دشوار گزار اور کٹھن رستہ پر پڑ کر سمندر کی جانب ہوتے ہوئے آگے بڑھنا شروع ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نئے رستہ پر چلتے ہوئے حدیبیہ کے قریب پہنچے جو مکہ سے ایک منزل یعنی صرف نو میل کے فاصلہ پر ہے اور حدیبیہ کی گھاٹیوں پر سے مکہ کی وادی کا آغاز ہو جاتا ہے تو آپ کی اونٹنی جو اَلْقُصْوَا کے نام سے مشہور تھی اور بہت سے غزوات میں آپؐ کے استعمال میں رہ چکی تھی یکلخت پاؤں پھیلا کر زمین پر بیٹھ گئی اور باوجود اٹھانے کے اٹھنے کا نام نہ لیتی تھی۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ شاید یہ تھک گئی ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں نہیں۔ یہ تھکی نہیں اور نہ ہی اس طرح تھک کر بیٹھ جانا اس کی عادت میں داخل ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس بالا ہستی نے اس سے پہلے اصحاب فیل کے ہاتھی کو مکہ کی طرف بڑھنے سے روکا تھا اسی نے اب اس اونٹنی کو بھی روکا ہے۔ پس خدا کی قسم! مکہ کے قریش جو مطالبہ بھی حرم کی عزت کیلئے مجھ سے کریں گے میں اسے قبول کروں گا۔ یہ آپؐ نے فرمایا۔ اس کے بعد آپؐ نے اپنی اونٹنی کو پھر اٹھنے کی آواز دی اور خدا کی قدرت کہ اس دفعہ وہ جھٹ اٹھ کر چلنے کو تیار ہو گئی۔ اس پر آپؐ اسے وادئ حدیبیہ کے پرلے کنارے کی طرف لے گئے اور وہاں ایک چشمہ کے پاس ٹھہر کر اونٹنی سے نیچے اتر آئے اور اسی جگہ آپؐ کے فرمانے پر صحابہؓ نے ڈیرے ڈال دیے۔

پھر یہاں آگے ذکر آتا ہے کہ قریش کے ساتھ صلح کی گفتگو کا آغاز کس طرح ہوا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کی وادی میں پہنچ کر قیام فرمایا تو اس وادی کے چشمہ کے پاس قیام کیا۔ جب صحابہؓ اس جگہ ڈیرے ڈال چکے تو قبیلہ خُزَاعہ کا ایک نامور رئیس بُدَیْل بن ورقا نامی جو قریب ہی کے علاقہ میں آباد تھا اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کیلئے آیا اور اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ مکہ کے رؤسا جنگ کیلئے تیار کھڑے ہیں اور وہ کبھی بھی آپؐ کو مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔ آپؐ نے فرمایا کہ ہم تو جنگ کی غرض سے نہیں آئے بلکہ صرف عمرہ کی نیت سے آئے ہیں اور افسوس ہے کہ باوجود اس کے کہ قریش مکہ کو جنگ کی آگ نے جلا جلا کر خاک کر رکھا ہے مگر پھر بھی یہ لوگ باز نہیں آتے اور مَیں تو ان لوگوں کے ساتھ اس سمجھوتہ کیلئے بھی تیار ہوں کہ وہ میرے خلاف جنگ بند کر کے مجھے دوسرے لوگوں کیلئے آزاد چھوڑ دیں۔ مکہ والوں سے مَیں کوئی تعارض نہیں کرتا۔ کچھ ان سے تعلق نہیں رکھوں گا اور دوسرے لوگوں کو اسلام کا پیغام پہنچاؤں گا لیکن اگر انہوں نے میری اس تجویز کو بھی ردّ کر دیا اور بہرصورت جنگ کی آگ کو بھڑکائے رکھا تو مجھے بھی اس ذات کی قَسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ پھر مَیں بھی اس مقابلہ سے اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹوں گا کہ یا تو میری جان اس رستہ میں قربان ہو جائے اور یا خدا مجھے فتح عطا کرے۔ اگر میں ان کے مقابلہ میں آکر مٹ گیا تو قصہ ختم ہوا لیکن اگر خدا نے مجھے فتح عطا کی اور میرے لائے ہوئے دین کو غلبہ حاصل ہو گیا تو پھر مکہ والوں کو بھی ایمان لے آنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ بُدَیْل بن وَرْقا پر آپؐ کی اس مخلصانہ اور دردمندانہ تقریر کا بہت اثر ہوا اور اس نے آپؐ سے عرض کیا کہ آپ مجھے کچھ مہلت دیں کہ مَیں مکہ جا کر آپ کا پیغام پہنچاؤں اور مصالحت کی کوشش کروں۔ آپؐ نے اجازت دے دی اور بُدَیْل اپنے قبیلہ کے چند آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

جب بُدَیْل بن وَرقا مکہ میں پہنچا تو اس نے قریش کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں اس شخص یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آرہا ہوں اور میرے سامنے اس نے ایک تجویز پیش کی ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کا ذکر کروں۔ اس پر قریش کے جوشیلے اور غیر ذمہ دار لوگ کہنے لگے کہ ہم اس شخص کی کوئی بات سننے کیلئے تیار نہیں مگر اہل الرائے اور ثقہ لوگوں نے کہا۔ ہاں جو تجویز بھی ہے وہ ہمیں بتاؤ۔ چنانچہ بُدَیْل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کردہ تجویز کا اعادہ کیا۔ اس پر ایک شخص عُرْوَہ بن مسعود نامی جو قبیلہ ثقیف کا ایک بہت بااثر رئیس تھا اور اس وقت مکہ میں موجود تھا کھڑا ہو گیا اور قدیم عربی انداز میں قریش سے کہنے لگا کہ اے لوگو! کیا میں تمہارے باپ کی جگہ نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا آپ لوگ میرے بیٹوں کی طرح نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ پھر عُرْوَہ نے کہا کیا تمہیں مجھ پر کسی قسم کی بے اعتمادی ہے؟ قریش نے کہا ہرگز نہیں۔ اس پر اس نے کہا کہ پھر میری یہ رائے ہے کہ اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے سامنے ایک عمدہ بات پیش

کی ہے۔آپ کو چاہیے کہ اس کی تجویز کو قبول کرلیں اور مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کی طرف سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جا کر مزید گفتگو کروں۔قریش نے کہا بے شک آپ جائیں اور گفتگو کریں۔

جب وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں پہنچا تو اس وقت وہاں ایک روح پرور نظارہ بھی اس نے دیکھا۔عُروَہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور آپؐ کے ساتھ گفتگو شروع کی۔آپؐ نے اس کے سامنے اپنی وہی تقریر دوہرائی جو اس سے قبل بُدَیل بن وَرُقا کے سامنے فرما چکے تھے۔عُروَہ اصولاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے کے ساتھ متفق تھا مگر قریش کی سفارت کا حق ادا کرنا اور ان کے حق میں زیادہ سے زیادہ شرائط محفوظ کرانا چاہتا تھا۔عُروَہ آپؐ کے ساتھ گفتگو ختم کر کے قریش کی طرف لوٹا اور جاتے ہی قریش سے کہنے لگا۔اے لوگو! مَیں نے دنیا میں بہت سفر کیے ہیں۔بادشاہوں کے دربار میں شامل ہوا ہوں اور قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے سامنے بطور وفد کے پیش ہو چکا ہوں مگر خدا کی قسم! جس طرح میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے صحابیوں کو محمد کی عزت کرتے دیکھا ہے ایسا میں نے کسی اَور جگہ نہیں دیکھا۔پھر اس نے اپنا وہ سارا مشاہدہ بیان کیا جو اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دیکھا تھا اور آخر میں کہنے لگا کہ مَیں پھر یہی مشورہ دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تجویز ایک منصفانہ تجویز ہے اسے قبول کر لینا چاہیے۔

عُروَہ کی یہ گفتگو سن کر قبیلہ بنی کنانہ کے ایک رئیس نے جس کا نام حُلَیس بن عَلقَمہ تھا قریش سے کہا اگر آپ لوگ پسند کریں تو میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس جاتا ہوں۔انہوں نے کہا ہاں بے شک جاؤ۔چنانچہ یہ شخص حدیبیہ میں آیا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دُور سے آتے دیکھا تو صحابہؓ سے فرمایا یہ شخص جو ہماری طرف آرہا ہے ایسے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے جو قربانی کے مناظر کو پسند کرتے ہیں۔پس فوراً اپنے قربانی کے جانوروں کو اکٹھا کر کے اس کے سامنے لاؤ تا کہ اسے پتہ لگے اور احساس پیدا ہو کہ ہم کس غرض سے آئے ہیں۔چنانچہ صحابہؓ اپنے قربانی کے جانوروں کو ہنکاتے ہوئے اور تکبیروں کی آواز بلند کرتے ہوئے اس کے سامنے جمع ہو گئے۔جب اس نے یہ نظارہ دیکھا تو کہنے لگا۔سبحان اللہ! سبحان اللہ! یہ تو حاجی لوگ ہیں۔انہیں بیت اللہ کے طواف سے کسی طرح روکا نہیں جا سکتا۔چنانچہ وہ جلدی ہی قریش کی طرف واپس لوٹ گیا اور قریش سے کہنے لگا مَیں نے دیکھا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے جانوروں کے گلے میں قربانی کے ہار باندھ رکھے ہیں اور ان پر قربانی کے نشان لگائے ہوئے ہیں۔پس یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ انہیں طوافِ کعبہ سے روکا جائے۔

قریش میں اس وقت ایک سخت انتشار کی کیفیت پیدا ہو رہی تھی اور لوگوں کی دو پارٹیاں بن گئی تھیں۔ایک پارٹی بہرصورت مسلمانوں کو واپس لوٹانے پر مُصر تھی اور مقابلہ کے خیالات پر سختی سے قائم تھی مگر دوسری پارٹی اسے اپنی قدیم مذہبی روایات کے خلاف پا کر خوف زدہ ہو رہی تھی اور کسی باعزت سمجھوتہ کی متمنی تھی۔اس لیے فیصلہ معلق چلا جا رہا تھا۔اس موقع پر ایک عربی رئیس مِکرَز بن حَفص نامی نے قریش سے کہا کہ مجھے جانے دو۔مَیں کوئی فیصلہ کی راہ نکالوں گا۔قریش نے کہا اچھا تم بھی کوشش کر کے دیکھ لو۔چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دُور سے آتے دیکھا تو فرمایا خدا خیر کرے یہ آدمی تو اچھا نہیں۔بہرحال مِکرَز آپ کے پاس آیا اور گفتگو کرنے لگا مگر ابھی وہ بات کر ہی رہا تھا کہ مکہ کا ایک نامور رئیس سُہَیل بن عَمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جسے غالباً قریش نے اپنی گھبراہٹ میں مِکرَز کی واپسی کا انتظار کرنے کے بغیر بھجوا دیا تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل کو آتے دیکھا تو فرمایا یہ سُہَیل آتا ہے۔اب خدا نے چاہا تو معاملہ آسان ہو جائے گا۔

بہرحال یہ بات چیت ہوتی رہی۔اس موقع پر یہ واقعہ بھی ہوا کہ جب قریش کی طرف سے پے درپے سفیر آنے شروع ہوئے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ محسوس کر کے کہ آپ کی طرف سے بھی کوئی فہمیدہ شخص قریش کی طرف جانا چاہیے جو انہیں ہمدردی اور دانائی کے ساتھ مسلمانوں کا زاویہ نظر سمجھا سکے ایک شخص خِرَاش بن اُمَیَّہ کو اس کام کیلئے چنا جو قبیلہ خُزاعہ سے تعلق رکھتا تھا۔یعنی وہی قبیلہ جس سے قریش کے سب سے پہلے سفیر بُدَیل بن وَرُقا کا تعلق تھا اور اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خِرَاش کو سواری کیلئے خود اپنا ایک اونٹ عطا فرمایا۔خِرَاش قریش کے پاس گیا مگر چونکہ ابھی یہ گفتگو کا ابتدائی مرحلہ تھا اور نوجوانانِ قریش بہت جوش میں تھے۔ایک جوشیلے نوجوان عکرمہ بن ابوجہل نے خراش کے اونٹ پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا جس کے عربی دستور کے مطابق یہ معنی تھے کہ ہم تمہاری نقل وحرکت کو جبراً روکتے ہیں۔علاوہ ازیں قریش کی یہ جوشیلی پارٹی خود خِرَاش پر بھی حملہ کرنا چاہتی تھی مگر بڑے بوڑھوں نے بیچ بچاؤ کر کے اس کی جان بچائی اور وہ اسلامی کیمپ میں واپس آ گیا۔کفار کی طرف سے وہ واپس آ گیا۔قریش مکہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے جوش میں اندھے ہو کر اس بات کا بھی ارادہ کیا کہ اب جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ مکہ سے اس قدر قریب اور مدینہ سے اتنی دور آئے ہوئے ہیں تو ان پر حملہ کر کے جہاں تک ممکن ہو نقصان پہنچایا جائے۔چنانچہ اس غرض کیلئے انہوں نے چالیس پچاس آدمیوں کی ایک پارٹی حدیبیہ کی طرف روانہ کی اور اس گفت وشنید کے پردے میں جو اس وقت فریقین میں جاری تھی ان لوگوں کو ہدایت دی کہ اسلامی کیمپ کے اردگرد گھومتے ہوئے تاک میں رہیں اور موقع پا کر مسلمانوں کا نقصان کرتے رہیں بلکہ بعض روایتوں سے یہاں تک پتہ لگتا ہے کہ یہ لوگ تعداد میں اسّی تھے اور اس موقع پر قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی بھی سازش کی تھی مگر بہرحال خدا کے فضل سے مسلمان اپنی جگہ ہوشیار تھے۔چنانچہ قریش کی اس سازش کا راز کھل گیا اور یہ لوگ سب کے سب گرفتار کر لیے گئے۔مسلمانوں کو اہل مکہ کی اس حرکت پر جو اَشہرِ حرم میں اور پھر گویا حَرَم کے علاقہ میں کی گئی تھی سخت طیش تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو معاف فرما دیا اور مصالحت کی گفتگو میں روک نہ پیدا ہونے دی۔اہل مکہ کی اس حرکت کا قرآن شریف نے بھی ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۔ (الفتح:25) یعنی خدا نے اپنے فضل سے کفار کے ہاتھوں کو مکہ کی وادی میں تم سے روک کر رکھا اور تمہاری حفاظت کی اور پھر جب تم نے ان لوگوں پر غلبہ پا لیا اور انہیں اپنے قابو میں کر لیا تو خدا نے تمہارے ہاتھوں کو ان سے روک کر رکھا۔

بہرحال جب ہم ان تمام حالات اور اس پس منظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مسلسل صبر اور حوصلہ اور امن کی کوشش کو دیکھتے ہیں جو انتہا کو پہنچا ہوا ہے تو ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ ایک صبر اور امن کی کوشش ہے جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں مل سکتی۔آپ مسلسل اس کوشش میں تھے کہ امن کی صورت پیدا ہو۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قریش کی شرارت کو دیکھا اور ساتھ ہی خِرَاش بن امیہ سے اہل مکہ کے جوش وخروش کا حال سنا تو قریش کو ٹھنڈا کرنے اور راہ راست پر لانے کی غرض سے ارادہ فرمایا کہ کسی ایسے بااثر شخص کو مکہ میں بھجوایا جائے جو مکہ ہی کا رہنے والا ہو اور قریش کے کسی معزز قبیلہ سے تعلق رکھتا ہو۔یعنی اس کے بعد بھی آپ نے کوشش چھوڑی نہیں بلکہ پھر بھی یہ رسک (risk) لیا کہ کسی کو دوبارہ بھیجنا چاہیے۔چنانچہ آپ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ آپ مکہ میں جائیں اور مسلمانوں کی طرف سے سفارت کا فرض سرانجام دیں۔حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! آپ جانتے ہیں کہ مکہ کے لوگ میرے سخت دشمن ہو رہے ہیں اور اس وقت مکّہ میں میرے قبیلہ کا کوئی بااثر آدمی موجود نہیں جس کا اہلِ مکّہ پر دباؤ ہو۔اس لیے میرا مشورہ ہے کہ کامیابی کا رستہ آسان کرنے کیلئے اس خدمت کیلئے عثمان بن عَفّانؓ کو چنا جائے جن کا قبیلہ بنوامیہ اس وقت بہت بااثر ہے اور مکہ والے عثمان کے خلاف شرارت کی جرأت نہیں کر سکتے اور اگر حضرت عثمانؓ کو بھیجا جائے تو کامیابی کی زیادہ امید ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مشورہ کو پسند فرمایا اور حضرت عثمانؓ سے ارشاد فرمایا کہ وہ مکہ جائیں اور قریش کو مسلمانوں کے پُرامن ارادوں اور عمرہ کی نیت سے آگاہ کریں اور آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو اپنی طرف سے ایک تحریر بھی لکھ کر دی جو رؤسائے قریش کے نام تھی۔اس تحریر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آنے کی غرض بیان کی اور قریش کو یقین دلایا کہ ہماری نیت صرف ایک عبادت کا بجالانا ہے اور ہم پُرامن صورت میں عمرہ بجالا کر واپس چلے جائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ سے یہ بھی فرمایا کہ مکّہ میں جو کمزور مسلمان ہیں انہیں بھی ملنے کی کوشش کرنا اور ان کی ہمت بڑھانا اور کہنا کہ ذرا اَور صبر سے کام لیں۔خدا عنقریب کامیابی کا دروازہ کھولنے والا ہے۔یہ پیغام لے کر حضرت عثمانؓ مکہ میں گئے اور ابوسفیان سے مل کر جو اس زمانہ میں مکہ کا رئیس اعظم تھا اور حضرت عثمانؓ کا قریبی عزیز بھی تھا اہل مکہ کے ایک عام مجمع میں پیش ہوئے۔اس مجمع میں حضرت عثمانؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریر پیش کی جو مختلف رؤسائے قریش نے فرداً فرداً بھی ملاحظہ کی مگر باوجود اسکے سب لوگ اپنی اس ضد پر قائم رہے کہ بہرحال مسلمان اس سال مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے۔حضرت عثمانؓ کے زور دینے پر قریش نے کہا کہ اگر تمہیں زیادہ شوق ہے تو ہم تم کو ذاتی طور پر طواف بیت اللہ کا موقع دے دیتے ہیں مگر اس سے زیادہ نہیں۔حضرت عثمانؓ نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو مکہ سے باہر روکے جائیں اور میں طواف کروں! مگر قریش نے کسی طرح نہ مانا اور بالآخر حضرت عثمانؓ مایوس ہو کر واپس آنے کی تیاری کرنے لگے۔اس موقع پر مکہ کے شریر لوگوں کو یہ شرارت سوجھی کہ انہوں نے غالباً اس خیال سے کہ اس طرح ہمیں مصالحت میں زیادہ مفید شرائط حاصل ہو سکیں گی حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو مکہ میں روک لیا۔اس پر مسلمانوں میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ اہلِ مکّہ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ہے۔یہ خبر جب پہنچی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شدید غصہ اور صدمہ تھا۔تب آپ نے وہاں بیعتِ رضوان لی۔

اسکے بارے میں لکھا ہے۔یہ خبر حدیبیہ میں پہنچی تو مسلمانوں میں سخت جوش پیدا ہوا کیونکہ عثمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور معزز ترین صحابہ میں سے تھے اور مکہ میں بطور اسلامی سفیر کے گئے تھے اور یہ دن بھی اَشہرِ حُرُم کے تھے، حرمت والا مہینہ تھا اور پھر مکہ خود حرم کا علاقہ تھا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً تمام مسلمانوں میں اعلان کر کے انہیں ایک ببول یعنی کیکر کے درخت کے نیچے جمع کیا اور جب صحابہ جمع ہو گئے تو اس خبر کا ذکر کر کے فرمایا کہ اگر یہ اطلاع درست ہے تو خدا کی قسم! ہم اس جگہ سے اس وقت تک نہیں ٹلیں گے کہ عثمان کا بدلہ نہ لے لیں۔پھر آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا: آؤ اور میرے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر جو اسلام میں بیعت کا طریقہ ہے یہ عہد کرو کہ تم میں سے کوئی شخص پیٹھ نہیں دکھائے گا اور اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر کسی حال میں اپنی جگہ نہیں چھوڑے گا۔اس اعلان پر صحابہؓ بیعت کیلئے اس طرح لپکے کہ ایک دوسرے پر گرے پڑے تھے اور ان چودہ پندرہ سو مسلمانوں کا کہ یہی اس وقت اسلام کی جمع پونجی تھی، کُل مسلمان تھے، ایک ایک فرد اپنے محبوب آقا کے ہاتھ پر گویا دوسری دفعہ بک گیا۔جب بیعت ہو رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا بایاں ہاتھ اپنے دائیں ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے کیونکہ اگر وہ یہاں ہوتا تو اس مقدس سودے میں کسی سے پیچھے نہ رہتا لیکن اس وقت وہ خدا اور اس کے رسول کے کام میں مصروف ہے۔اس طرح یہ بجلی کا سا منظر اپنے اختتام کو پہنچا۔

اسلامی تاریخ میں یہ بیعت بیعتِ رضوان کے نام سے مشہور ہے یعنی وہ بیعت جس میں مسلمانوں نے خدا کی کامل رضامندی کا انعام حاصل کیا۔ قرآن شریف نے بھی اس بیعت کا خاص طور پر ذکر فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ فَاَنۡزَلَ السَّكِیۡنَةَ عَلَیۡهِمۡ وَاَثَابَهُمۡ فَتۡحًا قَرِیۡبًا۔ (الفتح:19) یعنی اللہ تعالیٰ خوش ہو گیا مسلمانوں سے جب کہ اے رسول! وہ ایک درخت کے نیچے تیری بیعت کر رہے تھے کیونکہ اس بیعت سے ان کے دلوں کا مخفی اخلاص خدا کے ظاہری علم میں آ گیا سو خدا نے بھی ان پر سکینت نازل فرمائی اور انہیں ایک قریب کی فتح کا انعام عطا کیا۔

صحابہ کرامؓ بھی ہمیشہ اس بیعت کو بڑے فخر اور محبت کے ساتھ بیان کیا کرتے تھے اور ان میں سے اکثر بعد میں آنے والے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم تو مکہ کی فتح کو فتح شمار کرتے ہو مگر ہم بیعت رضوان ہی کو فتح خیال کرتے تھے اور اس میں شبہ نہیں کہ یہ بیعت اپنے کوائف کے ساتھ مل کر ایک نہایت عظیم الشان فتح تھی۔ نہ صرف اس لیے کہ اس نے آئندہ فتوحات کا دروازہ کھول دیا بلکہ اس لیے بھی کہ اس سے اسلام کی اس جاں فروشانہ روح کا جو دینِ محمدی کا گویا مرکزی نقطہ ہے ایک نہایت شاندار رنگ میں اظہار ہوا اور فدائیان اسلام نے اپنے عمل سے بتا دیا کہ وہ اپنے رسولؐ اور اس رسولؐ کی لائی ہوئی صداقت کیلئے ہر میدان میں اور اس میدان کے ہر قدم پر موت و حیات کے سودے کیلئے تیار ہیں۔ اسی لیے صحابہ کرامؓ بیعتِ رضوان کا ذکر کرتے ہوئے کہا کرتے تھے کہ یہ بیعت موت کے عہد کی بیعت تھی یعنی اس عہد کی بیعت تھی کہ ہر مسلمان اسلام کی خاطر اور اسلام کی عزت کی خاطر اپنی جان پر کھیل جائے گا مگر پیچھے نہیں ہٹے گا اور اس بیعت کا خاص پہلو یہ تھا کہ یہ عہد و پیمان صرف منہ کا ایک وقتی اقرار نہیں تھا جو عارضی جوش کی حالت میں کر دیا گیا ہو بلکہ دل کی گہرائیوں کی آواز تھی جس کے پیچھے مسلمانوں کی ساری طاقت ایک نقطۂ واحد پر جمع تھی۔

جب قریش کو اس بیعت کی اطلاع پہنچی تو وہ خوف زدہ ہو گئے اور نہ صرف حضرت عثمانؓ اور ان کے ساتھیوں کو آزاد کر دیا بلکہ اپنے ایلچیوں کو بھی ہدایت دی کہ اب جس طرح بھی ہو مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر لیں مگر یہ شرط ضرور رکھی جائے کہ اس سال کی بجائے مسلمان آئندہ سال آکر عمرہ بجا لائیں اور بہر حال اب واپس چلے جائیں۔ دوسری طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی ابتدا سے یہ عہد کر چکے تھے کہ میں اس موقع پر کوئی ایسی بات نہیں کروں گا جو حرم المحرم اور بیت اللہ کے احترام کے خلاف ہو اور چونکہ آپؐ کو خدا نے یہ بشارت دے رکھی تھی کہ اس موقع پر قریش کے ساتھ مصالحت آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بننے والی ہے اس لیے گویا فریقین کے لحاظ سے یہ ماحول مصالحت کا ایک نہایت عمدہ ماحول تھا اور اسی ماحول میں سُہَیل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا اور آپؐ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا کہ اب معاملہ آسان ہوتا نظر آتا ہے۔ صلح کی گفتگو شروع ہوئی جب سُہَیل بن عمرو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آیا تو آپؐ نے اسے دیکھتے ہی فرمایا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ سُہَیل آتا ہے۔ اب خدا نے چاہا تو معاملہ سہل ہو جائے گا۔ بہرحال سہیل آیا اور آتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگا۔ آؤ جی۔ اب لمبی بحث جانے دو۔ ہم معاہدے کیلئے تیار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم بھی تیار ہیں اور اس ارشاد کے ساتھ ہی آپؐ نے اپنے سیکرٹری حضرت علیؓ کو بلوایا۔ اس معاہدہ کی شرائط حسب ذیل تھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھی اس سال واپس چلے جائیں۔ آئندہ سال وہ مکہ میں آکر رسم عمرہ ادا کر سکتے ہیں مگر سوائے نیام میں بند تلوار کے کوئی ہتھیار ساتھ نہ ہو اور مکہ میں تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں۔

اگر کوئی مرد مکہ والوں میں سے مدینہ جائے تو خواہ وہ مسلمان ہی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے مدینہ میں پناہ نہ دیں اور واپس لوٹا دیں۔ لیکن اگر کوئی مسلمان مدینہ کو چھوڑ کر مکہ میں آجائے تو اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ ایک اَور روایت میں یہ ہے کہ اگر مکہ والوں میں سے کوئی شخص اپنے ولی یعنی گارڈین (guardian) کی اجازت کے بغیر مدینہ آجائے تو اسے واپس لوٹا دیا جائے گا۔

قبائل عرب میں سے جو قبیلہ چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہل مکہ کا۔

یہ معاہدہ فی الحال دس سال تک کیلئے ہوگا اور اس عرصہ میں قریش اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند رہے گی۔

اس معاہدہ کی دو نقلیں کی گئیں اور بطور گواہ کے فریقین کے متعدد معززین نے ان پر دستخط کیے۔ مسلمانوں کی طرف سے دستخط کرنے والوں میں حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ جو اس وقت تک مکہ سے واپس آچکے تھے یعنی کفار نے جو ان کو روکا تھا تو اس وقت چھوڑ دیا تھا۔ انہوں نے بھی اس معاہدے پر دستخط کیے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور ابو عبیدہؓ تھے۔ معاہدہ کی تکمیل کے بعد سُہیل بن عمرو معاہدہ کی ایک نقل لے کر مکہ کی طرف واپس لوٹ گیا اور دوسری نقل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم.اے، صفحہ 749 تا 769)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ بعض اردگرد کے لوگوں نے مکہ والوں سے اصرار کیا کہ یہ لوگ صرف طواف کیلئے آئے ہیں آپ ان کو کیوں روکتے ہیں؟ مگر مکہ کے لوگ اپنی ضد پر قائم رہے۔ اس پر بیرونی قبائل کے لوگوں نے مکہ والوں سے کہا کہ آپ لوگوں کا یہ طریق بتاتا ہے کہ آپ کو شرارت مدّنظر ہے، صلح مدّنظر نہیں۔ اس لیے ہم لوگ آپ کا ساتھ دینے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ایک نئی بات ہے جو حضرت مصلح موعودؓ نے بیان فرمائی ہے کہ اردگرد کے قبائل کا بھی پریشر (pressure) تھا۔ اس پر مکہ کے لوگ ڈر گئے اور انہوں نے اس بات پر آمادگی ظاہر کی کہ مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتے کی کوشش کریں گے۔ جب اس امر کی اطلاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو جو بعد میں آپؐ کے تیسرے خلیفہ ہوئے، مکّہ والوں سے بات چیت کرنے کیلئے بھیجا۔ جب حضرت عثمانؓ مکہ پہنچے تو چونکہ مکہ میں ان کی بڑی وسیع رشتہ داری تھی۔ ان کے رشتہ داران کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان سے کہا کہ آپ طواف کر لیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگلے سال آکر طواف کریں مگر حضرت عثمانؓ نے کہا کہ میں اپنے آقاؐ کے بغیر طواف نہیں کر سکتا۔ چونکہ رؤسائے مکہ سے آپ کی گفتگو لمبی ہو گئی تو مکّہ میں بعض لوگوں نے شرارت سے یہ خبر پھیلا دی کہ عثمان کو قتل کر دیا گیا ہے اور یہ خبر پھیلتے پھیلتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جا پہنچی۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جمع کیا اور فرمایا: سفیر کی جان ہر قوم میں محفوظ ہوتی ہے۔ تم نے سنا ہے کہ عثمان کو مکہ والوں نے مار دیا ہے۔ اگر یہ خبر درست نکلی تو ہم بزور مکہ میں داخل ہوں گے۔ یعنی ہمارا پہلا ارادہ صلح کے ساتھ مکہ میں داخل ہونے کا تھا، جن حالات میں وہ کیا گیا تھا وہ حالات چونکہ تبدیل ہو جائیں گے اس لیے ہم اس ارادہ کے پابند نہیں رہیں گے۔ جو لوگ یہ عہد کرنے کیلئے تیار ہوں کہ اگر ہمیں آگے بڑھنا پڑا تو یا ہم فتح کر کے لوٹیں گے یا ایک ایک کر کے میدان میں مارے جائیں گے وہ اس عہد پر میری بیعت کریں۔ آپؐ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ پندرہ سو زائر جو آپ کے ساتھ آیا تھا یکدم پندرہ سو سپاہی کی شکل میں بدل گیا اور دیوانہ وار ایک دوسرے پر پھاندتے ہوئے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر دوسروں سے پہلے بیعت کرنے کی کوشش کی۔ یہ بیعت تمام اسلامی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور درخت کا عہد نامہ کہلاتی ہے کیونکہ جس وقت یہ بیعت لی گئی اس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ جب تک اس بیعت میں شامل ہونے والا آخری آدمی بھی دنیا میں زندہ رہا وہ فخر سے اس بات کا ذکر کیا کرتا تھا کیونکہ پندرہ سو آدمیوں میں سے ایک شخص نے بھی یہ عہد کرنے سے دریغ نہ کیا تھا کہ اگر دشمن نے اسلامی سفیر کو مار دیا ہے تو آج دو صورتوں میں سے ایک ضرور پیدا کر کے چھوڑیں گے یا وہ شام سے پہلے پہلے مکہ کو فتح کر کے چھوڑیں گے یا شام سے پہلے پہلے میدان جنگ میں مارے جائیں گے۔ لیکن ابھی بیعت سے مسلمان فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت عثمانؓ واپس آگئے اور انہوں نے بتایا کہ مکہ والے اس سال تو عمرے کی اجازت نہیں دے سکتے مگر آئندہ سال اجازت دینے کیلئے تیار ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں معاہدہ کرنے کیلئے انہوں نے اپنے نمائندے مقرر کر دیے۔ حضرت عثمانؓ کے آنے کے تھوڑی دیر کے بعد مکہ کا ایک رئیس سُہَیل نامی معاہدہ کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ معاہدہ لکھا گیا۔ (ماخوذ از دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 307-308)

حضرت عثمانؓ کا یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ باقی ان شاء اللہ آئندہ بیان ہوگا۔

دعاؤں کی طرف اب بھی میں توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ پاکستان کے حالات کیلئے خاص طور پر دعا کریں۔ گھروں کی چار دیواری میں بھی اب تو محفوظ نہیں ہیں۔ اپنی جگہوں پہ بھی محفوظ نہیں ہیں۔ ہر جگہ جہاں مولوی کہتا ہے پولیس والے پہنچ جاتے ہیں۔ بعض شریف پولیس والے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہماری ہمدردیاں آپ کے ساتھ ہیں لیکن ہم کیا کریں کہ ہمیں پریشر اتنا پڑتا ہے کہ ہمارے افسران جو کہتے ہیں پھر ہمیں کرنا پڑتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ ایسے بدفطرت افسران سے بھی ہماری جان چھڑائے، ملک کی جان چھڑائے اور ہر احمدی کو آزادی سے اور محفوظ طریقے پر اپنے وطن میں رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خاص طور پر دعائیں کرتے رہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ دعائیں اگر جاری رہیں تو جلد ہم دیکھیں گے کہ مخالفین کا انجام نہایت عبرتناک ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دعاؤں کی بھی توفیق دے اور انہیں قبول بھی فرمائے۔

......☆......☆......☆......

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ وَیُحِبُّ الۡمُتَطَهِّرِیۡنَ (سورۃ البقرہ:223)

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے

طالب دُعا: نور الہدیٰ، جماعت احمدیہ سملیہ (جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ خُذُوۡا زِیۡنَتَكُمۡ عِنۡدَ كُلِّ مَسۡجِدٍ (الاعراف:32)

ترجمہ: اے آدم کے بیٹو!

ہر مسجد کے قریب پہنچ کر زینت یعنی پاکیزگی اور سنجیدگی اختیار کر لیا کرو۔

طالب دعا: صبیحہ کوثر، جماعت احمدیہ بھونیشور (اڈیشہ)

نبیوں کا سردار ﷺ

(از حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

مقوقس شاہِ مصر کے نام خط

چوتھا خط آپ نے مقوقس بادشاہ مصر کی طرف لکھا تھا اور یہ خط حاطب بن ابی بلتعہؓ کی معرفت آپ نے بھجوایا۔

اِس کا مضمون یہ تھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ مِنۡ مُّحَمَّدٍ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اِلَی الۡمَقُوۡقِسِ عَظِیۡمِ الۡقِبۡطِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الۡھُدٰی۔ اَمَّا بَعۡدُ فَاِنِّیۡ اَدۡعُوۡكَ بِدِعَایَةِ الۡاِسۡلَامِ اَسۡلِمۡ تَسۡلَمۡ یُؤۡتِكَ اللّٰہُ اَجۡرَكَ مَرَّتَیۡنِ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتَ فَاِنَّمَا عَلَیۡكَ اِثۡمُ الۡقِبۡطِ۔ وَیَآاَھۡلَ الۡکِتٰبِ تَعَالَوۡا اِلٰی کَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَکُمۡ اَنۡ لَّا نَعۡبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشۡرِكَ بِہٖ شَیۡئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعۡضُنَا بَعۡضًا اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُوۡلُوا اشۡھَدُوۡا بِاَنَّا مُسۡلِمُوۡنَ

یہ خط بعینہٖ وہی ہے جو روم کے بادشاہ کو لکھا گیا تھا، صرف یہ فرق ہے کہ اُس میں یہ لکھا تھا کہ اگر تم نہ مانے تو رومی رعایا کے گناہوں کا بوجھ بھی تم پر ہوگا اور اس میں یہ تھا کہ قبطیوں کے گناہوں کا بوجھ تم پر ہوگا۔ جب حاطبؓ مصر پہنچے تو اُس وقت مقوقس اپنے دارالحکومت میں نہیں تھا بلکہ اسکندریہ میں تھا۔ حاطبؓ اسکندریہ گئے جہاں بادشاہ نے سمندر کے کنارے ایک مجلس لگائی ہوئی تھی۔ حاطبؓ ایک کشتی میں سوار ہو کر اُس مقام تک گئے اور چونکہ اِردگرد پہرہ تھا اُنہوں نے دور سے خط کو بلند کر کے آوازیں دینی شروع کیں۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شخص کو لایا جائے اور اس کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ بادشاہ نے خط پڑھا اور حاطبؓ سے کہا اگر یہ سچا نبی ہے تو اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کیوں نہیں کرتا؟ حاطبؓ نے کہا کہ تم عیسیٰ بن مریم پر تو ایمان لاتے ہو۔ یہ کیا بات ہے کہ عیسیٰ کو اُن کی قوم نے دُکھ دیا لیکن عیسیٰ نے یہ دعا نہ کی کہ وہ ہلاک ہو جائیں۔ بادشاہ نے سن کر کہا کہ تم ایک عقلمند کی طرف سے ایک عقلمند سفیر ہو اور تم نے خوب جواب دیا ہے۔ اس پر حاطبؓ نے کہا اے بادشاہ! تجھ سے پہلے ایک بادشاہ تھا جو کہا کرتا تھا کہ میں بڑا ربّ ہوں یعنی فرعون۔ آخر خدا نے اُس پر عذاب نازل کیا۔ پس تو تکبر نہ کر اور خدا کے اِس نبی پر ایمان لے آ اور خدا کی قسم! موسیٰ نے عیسیٰ کے متعلق ایسی خبریں نہیں دیں جیسی عیسیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دی ہیں اور ہم تمہیں اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلاتے ہیں جس طرح تم لوگ یہودیوں کو عیسیٰ کی طرف بلاتے ہو اور ہر نبی کی ایک اُمت ہوتی ہے اور اُس کا فرض ہوتا ہے کہ اُسکی اطاعت کرے۔ پس جبکہ تم نے اِس نبی کا زمانہ پایا ہے تو تمہارا فرض ہے کہ اِس کو قبول کرو اور ہمارا دین تم کو مسیح کی اتباع سے روکتا نہیں بلکہ ہم تو دوسروں کو بھی حکم دیتے ہیں کہ وہ مسیح پر ایمان لائیں۔ اِس پر مقوقس نے کہا میں نے اِس نبی کے حالات سنے ہیں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ کسی بُری بات کا حکم نہیں دیتا اور کسی اچھی بات سے روکتا نہیں اور میں نے معلوم کیا ہے کہ وہ شخص ساحروں اور کاہنوں کی طرح نہیں ہے اور میں نے بعض اس کی پیشگوئیاں سنی ہیں جو پوری ہوئی ہیں۔ پھر اُس نے ایک ڈبیہ ہاتھی دانت کی منگوائی اور اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط رکھ دیا اور اُس پر مہر لگا دی اور اپنی ایک لونڈی کے سپرد کر دیا اور پھر اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام یہ خط لکھا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محمد بن عبداللہ کی طرف مقوقس قبط کا بادشاہ خط لکھتا ہے کہ آپ پر سلامتی ہو۔ اس کے بعد میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے آپ کا خط پڑھا ہے اور جو کچھ اس میں آپ نے ذکر کیا ہے اور جن باتوں کی طرف بلایا ہے اُن پر غور کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسرائیلی پیشگوئیوں کے مطابق ایک نبی کا آنا ابھی باقی ہے۔ لیکن میرا خیال تھا کہ وہ شام سے ظاہر ہوگا میں نے آپ کے سفیر کو بڑی عزت سے ٹھہرایا ہے اور ایک ہزار پونڈ اور پانچ جوڑے خلعت کے طور پر اُسے دیئے ہیں اور میں دو مصری لڑکیاں آپ کیلئے تحفہ کے طور پر بھجوا رہا ہوں۔ قبطی قوم کے نزدیک اِن لڑکیوں کی بڑی عزت ہے اور ان میں سے ایک کا نام ماریہ ہے اور ایک کا نام سیرین ہے اور مصری کپڑے کے اعلیٰ درجہ کے بیس جوڑے بھی آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں اور اسی طرح ایک خچر آپ کی سواری کیلئے بھجوا رہا ہوں اور آخر میں پھر دعا کرتا ہوں کہ خدا کی آپ پر سلامتی ہو۔ اِس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ گو مقوقس نے آپ کے خط سے ادب اور احترام کا معاملہ کیا مگر وہ اسلام نہیں لایا۔

رئیس بحرین کے نام خط

پانچواں خط آپ نے منذر تیمی کی طرف جو بحرین کا رئیس تھا بھجوایا تھا۔ یہ خط علاء ابن حضرمیؓ کے ہاتھ بھجوایا گیا تھا۔

اس خط کی عبارت محفوظ نہیں۔ یہ خط جب اس کے پاس پہنچا تو وہ ایمان لے آیا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ میں اور میرے بہت سے ساتھی آپ پر ایمان لے آئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو اسلام میں داخل نہیں ہوئے اور میرے ملک میں کچھ یہودی اور مجوسی بھی رہتے ہیں آپ اُن کے بارہ میں مجھے حکم دیں کہ میں ان سے کیا سلوک کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خط لکھا جس کی عبارت یہ تھی کہ ہمیں خوشی ہوئی ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے جو پیغامبر میری طرف سے آئیں تم اُن کے احکام کی اتباع کیا کرو۔ کیونکہ جو ان کی اتباع کرے گا وہ میری اتباع کرے گا۔ جو میرا سفیر تمہاری طرف گیا تھا اُس نے تمہاری بہت تعریف کی ہے اور ظاہر کیا ہے کہ تم نے اسلام قبول کر لیا ہے اور میں نے خدا تعالیٰ سے تمہاری قوم کے بارہ میں دعا کی ہے۔ پس مسلمانوں میں اسلامی طور وطریق جاری کرو اور ان کے اموال کی حفاظت کرو اور چار بیویوں سے زیادہ کسی کو اپنے گھر میں رکھنے کی اجازت نہ دو اور مسلمان ہونے والوں سے جو گناہ پہلے ہو چکے ہیں وہ انہیں معاف کئے جائیں اور جب تک نیکی پر قائم رہو گے تمہیں اپنی حکومت سے معزول نہیں کیا جائے گا اور جو یہودی یا مجوس ہیں ان پر صرف ایک ٹیکس مقرر ہے اور کوئی مطالبہ ان سے نہ کرنا۔

اسکے علاوہ آپ نے عمان کے بادشاہ اور یمامہ کے سردار اور غسان کے بادشاہ اور یمن کے قبیلہ بنی نہد کے سردار اور یمن کے قبیلہ ہمدان کے سردار اور بنی علیم کے سردار اور حضرمی قبیلہ کے سردار کی طرف بھی خطوط لکھے جن میں سے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے۔ اِن خطوط کا لکھنا بتاتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ پر کیسا کامل یقین رکھتے تھے اور کس طرح شروع سے ہی آپ کو یہ یقین تھا کہ آپ کسی ایک قوم کی طرف نبی بنا کر نہیں بھیجے گئے بلکہ آپ ساری اقوام کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جن بادشاہوں اور رئیسوں کو خط لکھے گئے تھے اِن میں سے بعض اسلام لے آئے۔ بعضوں نے ادب اور احترام کے ساتھ خط تو قبول کر لئے لیکن اسلام نہ لائے۔ بعضوں نے معمولی شرافت دکھائی اور بعضوں نے خود پسندی اور کبر کا نمونہ دکھایا لیکن اِس میں بھی کوئی شبہ نہیں اور دنیا کی تاریخ اس پر شاہد ہے کہ اُن میں سے ہر بادشاہ اور قوم کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کیا گیا جیسا کہ اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوں کے ساتھ معاملہ کیا تھا۔

قلعہ خیبر کی تسخیر

جیسا کہ اُوپر بیان کیا جا چکا ہے یہودی اور کفارِ عرب مسلمانوں کے خلاف اِردگرد کے قبائل کو اُبھار رہے تھے اور اب یہ دیکھ کر کہ عرب میں اتنی سکت باقی نہیں رہی کہ وہ مسلمانوں کو تباہ کر سکیں یا مدینہ پر جا کر حملہ کر سکیں۔ یہودیوں نے ایک طرف تو رومی حکومت کی جنوبی سرحد پر رہنے والے عرب قبائل کو جو مذہباً عیسائی تھے، اُکسانا شروع کیا اور دوسری طرف اپنے ان ہم مذہبوں کو جو عراق میں رہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف چٹھیاں لکھنی شروع کیں تا کہ وہ کسریٰ کو مسلمانوں کے خلاف بھڑکائیں۔ میں یہ بھی اُوپر لکھ چکا ہوں کہ اِس شرارت کے نتیجہ میں کسریٰ مسلمانوں کے خلاف سخت بھڑک گیا تھا اور اُس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گرفتاری کے لئے یمن کے گورنر کو حکم بھی دے دیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے محمد رسول اللہ صلی علیہ وسلم کو محفوظ رکھا اور کسریٰ اور یہودیوں کی تدبیر کو ناکام کر دیا۔ ظاہر ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل نہ ہوتا تو جہاں تک مادی سامانوں کا تعلق ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف کسریٰ اور دوسری طرف قیصر کے لشکروں کا کیا مقابلہ کر سکتے تھے۔ خدا ہی تھا جس نے کسریٰ کو مار دیا اور اسکے بیٹے سے یہ حکم جاری کروا دیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کوئی کارروائی نہ کی جائے اور اس نشان کو دیکھ کر یمن کے حکام اسلام لے آئے اور یمن کا صوبہ بغیر لشکر کشی کے اسلامی حکومت میں داخل ہو گیا۔ یہ صورت حالات جو یہود نے پیدا کر دی تھی اس بات کی متقاضی تھی کہ یہود کو مدینہ سے اور بھی پرے دھکیل دیا جائے کیونکہ اگر وہ مدینہ کے قریب رہتے تو یقیناً اور بھی زیادہ خونریزیوں اور شرارتوں اور سازشوں کے مرتکب ہوتے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ سے واپس آنے کے قریباً پانچ ماہ بعد یہ فیصلہ کیا کہ یہودی خیبر سے جو مدینہ سے صرف چند منزل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں سے مدینہ کے خلاف آسانی سے سازش کی جا سکتی تھی نکال دیئے جائیں۔ چنانچہ آپ نے سولہ سَو صحابہؓ کے ساتھ اگست 628ء میں خیبر کی طرف کوچ فرمایا۔ خیبر ایک قلعہ بند شہر تھا اور اسکے چاروں طرف چٹانوں کے اوپر قلعے بنے ہوئے تھے۔ ایسے مضبوط شہر کو اتنے تھوڑے سے سپاہیوں کے ساتھ فتح کر لینا کوئی آسان بات نہ تھی اِردگرد کی چھوٹی چھوٹی چوکیاں تو چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد فتح ہو گئیں۔ لیکن جب یہودی سمٹ سمٹا کر شہر کے مرکزی قلعہ میں آ گئے تو اسکے فتح کرنے کی تمام تدابیر بیکار جانے لگیں۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس شہر کی فتح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مقدر ہے آپ نے صبح کے وقت یہ اعلان کیا کہ میں اسلام کا سیاہ جھنڈا آج اسکے ہاتھ میں دوں گا جس کو خدا اور اس کا رسول اور مسلمان پیار کرتے ہیں خدا تعالیٰ نے اِس قلعہ کی فتح اسکے ہاتھ پر مقدر کی ہے۔ اسکے بعد دوسری صبح آپ نے حضرت علیؓ کو بلایا اور جھنڈا اُن کے سپرد کیا۔ جنہوں نے صحابہؓ کی فوج کو ساتھ لے کر قلعہ پر حملہ کیا۔ باوجود اسکے کہ یہودی قلعہ بند تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہؓ کو اُس دن ایسی قوت بخشی کہ شام سے پہلے پہلے قلعہ فتح ہو گیا اور اس بات پر صلح ہوئی کہ تمام یہودی اور ان کے بیوی بچے خیبر چھوڑ کر مدینہ سے دور چلے جائیں گے اور ان کے تمام اموال مسلمانوں کے حق میں ضبط ہوں گے اور یہ کہ جو شخص اس معاملہ میں جھوٹ سے کام لے گا اور کوئی مال یا جنس چھپا کر رکھے گا وہ اس معاہدہ کی حفاظت میں نہیں آئے گا اور غداری کی سزا کا مستحق ہوگا۔ (باقی آئندہ)

(نبیوں کا سردارؐ صفحہ 185 تا 191 مطبوعہ قادیان 2014ء)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(202) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائل میں بعض اوقات حضرت مسیح موعودؑ بھی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اس کی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی کے ساتھ دوسرے لوگ بھی شریک ہو گئے ہوں۔

(203) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ جب 4/اپریل 1905ء کا زلزلہ آیا تھا اس دن میں نے حضرت صاحب کو باغ میں آٹھ نو بجے صبح کے وقت نماز پڑھتے دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ آپ نے بڑی لمبی نماز پڑھی تھی۔

(204) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دن حضرت صاحب شمال کی طرف سیر کو تشریف لے گئے۔ راستہ میں کسی نے حضرت صاحب کے سامنے پیش کیا کہ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّيْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ (یوسف: 53) والی آیت کے متعلق مولوی نور الدین صاحب نے بیان کیا ہے کہ یہ زلیخا کا قول ہے۔ حضرت صاحب نے کہا کہ مجھے کوئی قرآن شریف دکھاؤ چنانچہ ماسٹر عبد الرؤف صاحب نے حمائل پیش کی آپ نے آیت کا مطالعہ کر کے فرمایا کہ یہ تو زلیخا کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ یوسف علیہ السلام کا کلام ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے دوسرے طریق پر سنا ہے کہ اس وقت وَمَاۤ اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ (یوسف:54) کے الفاظ کا ذکر تھا اور یہ کہ حضرت صاحب نے اس وقت فرمایا تھا کہ یہ الفاظ ہی ظاہر کر رہے ہیں کہ یہ زلیخا کا کلام نہیں بلکہ نبی کا کلام ہے کیونکہ ایسا پاکیزہ، پر معنی کلام یوسف ہی کے شایان شان ہے۔ زلیخا کے منہ سے نہیں نکل سکتا تھا۔

(206) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ میں نے مرزا سلطان احمد صاحب سے سوال کیا تھا کہ حضرت صاحب سے زیادہ تر قادیان میں کن لوگوں کی ملاقات تھی؟ مرزا صاحب نے کہا کہ ملاوامل اور شرم پت ہی زیادہ آتے جاتے تھے کسی اور سے ایسا راہ ورسم نہ تھا۔

(208) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ میں نے تحصیلداری کا امتحان 1884ء میں دیا تھا اس وقت میں نے والد صاحب کو دعا کیلئے ایک رقعہ لکھا تو انہوں نے رقعہ پھینک دیا اور فرمایا ”ہمیشہ دنیا داری ہی کے طالب ہوتے ہیں۔“ جو آدمی رقعہ لے کر گیا تھا اس نے آکر مجھے یہ واقعہ بتایا۔ اسکے بعد والد صاحب نے ایک شخص سے ذکر کیا کہ ہم نے تو سلطان احمد کا رقعہ پھینک دیا تھا مگر خدا نے ہمیں القاء کیا ہے کہ **”اس کو پاس کر دیا جاوے گا“** اس شخص نے مجھے آکر بتا دیا چنانچہ میں امتحان میں پاس ہو گیا۔

(209) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ دادا صاحب نے قریباً ساٹھ سال طبابت کی۔ مگر کبھی کسی سے ایک پائی تک نہیں لی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ بڑے مرزا صاحب نے کبھی علاج کے معاوضہ میں کسی سے کچھ نہیں لیا یعنی اپنی طبابت کو ہمیشہ ایک خیراتی کام رکھا اور اس کو اپنی معاش کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ بعض دفعہ بعض لوگوں نے آپ کو بہت بہت کچھ دینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ مجھے تعجب آتا ہے کہ میاں معراج دین صاحب عمر نے اپنے مضمون میں ہمارے دادا صاحب کے متعلق یہ کس طرح لکھ دیا کہ ”خوش قسمتی سے طبابت کا جوہر ہاتھ میں تھا اس کی بدولت گذارا چلتا گیا“ اور پھر یہ بات اس زمانہ کے متعلق لکھی ہے کہ جب پڑ دادا صاحب کی وفات ہوئی تھی۔

چہ خوش یک نہ شد دو شد

(210) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ والد صاحب رجب علی کا اخبار ”سفیر امرتسر“ اور اگنی ہوتری کا رسالہ ”ہندو بندو“ اور اخبار ”منشور محمدی“ منگایا اور پڑھا کرتے تھے اور مؤخر الذکر میں کبھی کبھی کوئی مضمون بھی بھیجا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آخری عمر میں حضرت صاحب ”اخبار عام“ لاہور منگایا کرتے تھے۔

(211) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جس دن میں قادیان بیاہی ہوئی پہنچی تھی اسی دن مجھ سے چند گھنٹے قبل مرزا سلطان احمد اپنی پہلی بیوی یعنی عزیز احمد کی والدہ کو لے کر قادیان پہنچے تھے اور عزیز احمد کی والدہ مجھ سے کچھ بڑی معلوم ہوتی تھیں اور والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ فضل احمد کی شادی مرزا سلطان احمد سے بھی کئی سال پہلے ہو چکی تھی۔

(213) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کہ ایک دفعہ بٹالہ کے راجہ تیجا سنگھ کو ایک خطرناک قسم کا پھوڑا نکلا۔ بہت علاج کئے گئے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا آخر اس نے دادا صاحب کی خدمت میں آدمی بھیجا۔ دادا صاحب گئے اور (خدا کے فضل سے) وہ اچھا ہو گیا۔ اس پر راجہ مذکور نے دادا صاحب کو ایک بڑی رقم اور خلعت اور دو گاؤں شاب کوٹ اور حسن پور یا حسن آباد جو آپکی قدیم ریاست کا ایک جزو تھے پیش کئے اور ان کے قبول کرنے پر اصرار کیا مگر دادا صاحب نے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ میں ان دیہات کو علاج کے بدلے میں لینا اپنے اور اپنی اولاد کیلئے موجب ہتک سمجھتا ہوں۔

(214) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کہ دادا صاحب نہایت وسیع الاخلاق تھے اور دشمن تک سے نیک سلوک کرنے میں دریغ نہ کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جوتی ولد دولہ برہمن جس نے ایک دفعہ ہمارے خلاف کوئی شہادت دی تھی بیمار ہو گیا تو دادا صاحب نے اس کا بڑی ہمدردی سے علاج کیا اور بعض لوگوں نے جتلایا بھی کہ یہ وہی شخص ہے جس نے خلاف شہادت دی تھی مگر انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ ایسی ایسی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دادا صاحب کی بلند ہمتی اور وسعت حوصلہ مشہور ہے۔

(215) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ دادا صاحب شعر بھی کہا کرتے تھے اور تحسین تخلص کرتے تھے......

خاکسار عرض کرتا ہے کہ دادا صاحب کے بعض شعر حضرت صاحب نے بھی نقل کئے ہیں۔ اور مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ اُن کا کلام جمع کر کے حافظ عمر دراز صاحب ایڈیٹر پنجابی اخبار کو دیا تھا مگر وہ فوت ہو گئے۔ اور پھر نہ معلوم وہ کہاں گیا۔ نیز مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ تایا صاحب بھی شعر کہتے تھے انکا تخلص مفتون تھا۔ نیز بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک ایرانی قادیان میں آیا تھا وہ دادا صاحب سے کہتا تھا کہ آپ کا فارسی کلام ایسا ہی فصیح ہے جیسا کہ ایرانی شاعروں کا ہوتا ہے۔

(216) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کہ ایک دفعہ بٹالہ کے ایک ہندو حجام نے دادا صاحب سے کہا کہ میری معافی ضبط ہو گئی ہے آپ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر سے میری سفارش کریں۔ دادا صاحب اُسے اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔ اُس وقت لاہور کے شالامار باغ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ دادا صاحب نے وہاں جا کر جلسہ کی کارروائی ختم ہونے کے بعد ایجرٹن صاحب سے کہا کہ آپ اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیں۔ صاحب گھبرایا کہ کیا معاملہ ہے مگر دادا صاحب نے اصرار سے کہا تو اس نے ان کی خاطر اس حجام کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اسکے بعد دادا صاحب نے صاحب سے کہا کہ ہمارے ملک میں دستور ہے کہ جب کسی کا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں تو پھر خواہ سر چلا جائے چھوڑتے نہیں۔ اب آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا ہے اس کی لاج رکھنا۔ پھر کہا کہ اس کی معافی ضبط ہو گئی ہے۔ کیا معافیاں دیکر بھی ضبط کیا کرتے ہیں؟ اس کی معافی بحال کر دیں۔ ایجرٹن صاحب نے اس کی مسل طلب کر کے معافی بحال کر دی۔ یہی ایجرٹن صاحب بعد میں پنجاب کا لفٹیننٹ گورنر ہو گیا تھا۔

(217) **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے کہ دادا صاحب میں خودداری بہت تھی۔ ایک دفعہ رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر سے ملاقات کیلئے گئے۔ باتوں باتوں میں اس نے پوچھا کہ قادیان سے سری گوبند پور کتنی دور ہے؟ دادا صاحب کو یہ سوال ناگوار ہوا۔ فوراً بولے میں ہرکارہ نہیں اور سلام کہہ کر رخصت ہونا چاہا۔ صاحب نے کہا مرزا صاحب آپ ناراض ہو گئے؟ دادا صاحب نے کہا کہ ہم آپ سے اپنی باتیں کرنے آتے ہیں اور آپ ادھر اُدھر کی باتیں پوچھتے ہیں جو آپ نے مجھ سے پوچھا ہے وہ میرا کام نہیں ہے۔ صاحب دادا صاحب کے اس جواب پر خوش ہوا۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، مطبوعہ قادیان 2008)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است — خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم — یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است

طالبِ دُعا: زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو — کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں — نہیں راہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے

عائلی معاملات میں بہت فکرمندی پیدا کرنے والی صورتحال پیدا ہو رہی ہے، خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے
جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے

(قرآن مجید اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے حوالہ سے اپنے گھروں کو جنت نظیر بنانے اور اپنی اور اپنی نسلوں کی بہتری کیلئے تدبیر اور دعا کرنے کی نصائح)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ جرمنی کے موقع پر لجنہ سے خطاب فرمودہ 25 رجون 2011ء بمقام کالسروئے (Karlsruhe) (جرمنی)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔
وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا○ وَالَّذِیْنَ لَا یَشْھَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا○ وَالَّذِیْنَ اِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّھِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْھَا صُمًّا وَّعُمْیَانًا○ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا○ (سورۃ الفرقان 72 تا 75)

اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے تو وہی ہے جو اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے رجوع کرتا ہے۔ اور وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغویات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ گزرتے ہیں۔ اور وہ لوگ کہ جب انہیں ان کے رب کی آیات یاد کروائی جاتی ہیں تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں۔ ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں اجلاس کے شروع میں بھی آپ کے سامنے تلاوت کی گئی تھیں۔ اسلام میں کسی گناہ کے کفّارہ کا تصور کسی کی خاطر کفّارہ ادا کرنے یا مرنے سے ادا ہونے کا نہیں ہے۔ بلکہ ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے اور وہ اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ قرآنِ کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مختلف عہد جو تم نے کئے ہیں تم اُن سے متعلق پوچھے جاؤ گے۔ فرمایا کہ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل: 35) کہ اپنے عہد پورے کرو۔ ہر عہد کے بارے میں یقیناً ایک دن جواب طلبی ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ؕ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِھَا لَا یُحْمَلْ مِنْہُ شَیْءٌ وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِہٖ ؕ وَاِلَی اللّٰہِ الْمَصِیْرُ (سورۃ الفاطر: 19) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی اور اگر کوئی بوجھ سے لدی ہوئی اپنے بوجھ کی طرف بلائے گی تو اس کے بوجھ میں سے کچھ بھی نہ اٹھایا جائے گا خواہ وہ قریبی ہی کیوں نہ ہو۔ تُو صرف ان لوگوں کو ڈرا سکتا ہے جو اپنے رب سے اسکے غیب میں ہونے کے باوجود ترساں رہتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو بھی پاکیزگی اختیار کرے تو اپنے ہی نفس کی خاطر پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور اللہ کی طرف ہی آخری ٹھکانا ہے۔

پس ایک احمدی کی چاہے وہ عورت ہے یا مرد ہے پہلے تو یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے عہد نبھائے اور جن شرائطِ بیعت پر ایک عورت اور ایک مرد نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی جماعت میں شامل ہونے کا عہد کیا ہے اُن کو پورا کرے۔ اگر اُن شرائط کو پورا نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ اگر ہمارا یہ ایمان ہے کہ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف ہی لوٹنا ہے اور یقیناً ہر احمدی کا یہ ایمان ہے اور ہونا چاہئے کیونکہ اسکے بغیر تو ایک کھوکھلا دعویٰ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا کے قریب کرنا اور خدا سے تعلق پیدا کرنا اور خدا کی پہچان کروانا تو پھر ہمیں اُن باتوں کو دیکھنا ہوگا جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صرف اس بات پر راضی نہیں ہو جائے گا کہ تم نے مسیح موعود کو مان لیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کرنے والے اور آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے والے بن گئے یا بن گئی اور اس سے بخشش کے سامان ہو جائیں گے اور یہی خالی خولی بیعت ہمارے گناہوں کا کفّارہ بن جائے گی، یا اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بن جائے گی۔ فرماتا ہے ایسا نہیں ہوگا بلکہ اپنے دل کو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بھرا رکھتے ہوئے اُسکے احکامات پر عمل کرنا ہوگا۔ جیسا کہ اس آیت میں واضح ہے کہ اپنے بوجھ آپ ہی اُٹھانے پڑیں گے۔ اگر کوئی گناہ کرتا ہے، اگر کوئی خدا تعالیٰ کی باتوں پر کان نہیں دھرتا، توجہ نہیں دیتا تو اس کا وہ خود ذمہ دار ہے۔ فرمایا کہ یہاں تک واضح ہو کہ تمہارے بڑے قریبی بھی جو تمہاری خاطر قربانیاں کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں وہ بھی اُس دن کسی کام نہیں آئیں گے بلکہ تمہارے عمل جو تم اللہ تعالیٰ کے خوف سے بجا لاتی رہی ہو، وہ تمہارے کام آئیں گے۔ تمہاری نمازیں جو خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے ادا کی جاتی ہیں وہ تمہارے کام آئیں گی۔ تمہاری اپنے نفس کو ہر غیر اللہ سے پاک رکھنے کی کوششیں تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنیں گی۔ پس ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایک حقیقی مسلمان کیلئے کوئی کفّارہ کا تصور نہیں ہے بلکہ دلوں کی نیکیاں ہیں، پاک عمل ہیں، اللہ تعالیٰ کا غیب میں بھی خوف ہے جو انسانوں کے کام آنے والا ہے، ایک مومن کے کام آنے والا ہے۔

اب غیب کے حوالے سے قرآنِ کریم میں عورت کو کیا نصیحت کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ (النساء: 35) پس نیک عورتیں فرمانبردار اور غیب میں بھی ان چیزوں کی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں جن کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ نے تاکید کی ہے۔ غیب میں بھی وہی نیکیوں پر قائم رہ سکتی ہے یا رہ سکتا ہے، وہی شخص فرمانبردار ہو سکتا ہے وہی عورت فرمانبردار ہو سکتی ہے، وہی اپنے اور اپنے خاوندوں کے رازوں کی حفاظت کر سکتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ پر یقین ہو، اُس کا خوف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی خشیت اُسکے دل میں ہو۔

غیب میں جن چیزوں کی حفاظت کا حکم ہے اُن میں اپنے خاوند کے بچوں کی تربیت کی نگرانی اور اُن کی دیکھ بھال بھی ہے۔ یہ نہیں کہ خاوند گھر سے باہر اپنے کام کیلئے نکلا تو عورت نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور بچوں کو گھر میں چھوڑا اور اپنی مجلسیں لگانے کیلئے نکل پڑی۔ یا بچوں کی تربیت کی طرف صحیح توجہ نہیں دی۔ ایک بہت بڑی ذمہ داری عورت پر بچوں کی تربیت کی ہے۔ اِسکو پورا نہ کر کے وہ نہ صَالِحَات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ قَانِتَات میں شمار ہو سکتی ہے، نہ اُس نسل کی حفاظت کا حق ادا کر سکتی ہے جس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اُس پر ڈالی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ عورت اپنے گھر کی نگران ہے اور اُس کے بارے میں اُس سے پوچھا جائے گا۔ (بخاری، کتاب الاستقراض واداء الدیون ...... باب العبد راع فی مال سیدہ...... حدیث 2409)

اور بچوں کی حفاظت اور تربیت کی بہت بڑی ذمہ داری عورت پر ہے۔ پس ہر احمدی عورت کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے۔ اسی طرح ہر لڑکی جسکی ابھی شادی نہیں ہوئی اور نوجوانی کی عمر کو پہنچی ہوئی ہے اُسکا شمار حَافِظَات اور فرمانبرداروں میں تب ہوگا جب وہ اپنے تقدس کی حفاظت کر رہی ہوگی۔ گھر سے باہر نکلتے ہوئے اُس کو اللہ تعالیٰ کا خوف ہوگا۔ اُس کا لباس اُسکے تقدس کی پہچان ہوگی۔ یہ نہیں کہ مغربی معاشرے سے متاثر ہو کر اپنے لباسوں کو اتار دو۔ اپنے تقدس کا خیال نہ رکھو۔ اپنی حیا کا خیال نہ رکھو۔ نہیں۔ جب یہ چیزیں ہوں گی تبھی آپ صَالِحَات کہلائیں گی۔ تبھی قَانِتَات کہلائیں گی۔ تبھی حفاظت کرنے والی کہلائیں گی۔ بیشک ماں باپ، بڑے رشتہ دار یا جماعت کے افراد کسی کو نہیں دیکھ رہے، لیکن ہمیشہ یہ یاد رہے کہ خدا تعالیٰ جو ہر غیب کا علم رکھتا ہے۔ وہ دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر عہد کے بارے میں تم سے پوچھے گا۔ اور ہر احمدی عورت اور مرد نے تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے۔ اس لئے اپنی حالتوں پر نظر رکھنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ ورنہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر ایک اپنے بوجھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہوگا اور یہ بڑے خوف کا مقام ہے۔ دنیا کی دولت، مال اسباب یہیں رہ جانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک اعمال ہی پیش ہونے ہیں۔ پس توبہ استغفار سے ہمیں اپنے اعمال کو بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مضمون کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّہٗ یَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ مَتَابًا (الفرقان: 72) اور جو توبہ کرے اور نیک اعمال بجالائے وہی ہے جو حقیقی مومن ہوتا ہے۔

پس حقیقی توبہ صرف زبانی توبہ نہیں ہے بلکہ اعمالِ صالحہ کے ساتھ اُسکو سجانے کی ضرورت ہے۔

اب جس نے حقیقی توبہ کی ہے وہ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو سامنے رکھے گی۔ اس لئے کہ یہ بات اُس عمل سے اسے کراہت دلوائے گی، نفرت پیدا کرے گی۔ اور جب کراہت پیدا ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے صدقہ اور خیرات کی طرف توجہ ہوگی۔ وہ عمل جو خدا تعالیٰ کو ناپسندیدہ ہیں کبھی نہ کرنے کا وہ عہد بھی کرے گی۔

پھر بعض لوگ ہیں، بعض عورتیں ہیں اپنی بعض رنجشوں میں مثلاً اُن کی یہ عادت ہوتی ہے کہ دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں یا کوشش کرتی ہیں دلوں میں کینے اور بُغض پنپتے رہتے ہیں۔ حقیقی توبہ یہ ہے کہ جن سے رنجشیں ہیں اُن سے نہ صرف صلح کرو بلکہ اُن کے نقصان کا ازالہ کرو۔ اور یہ ازالہ جب توبہ کے ساتھ ہوگا تو وہی نیک عمل ہوگا، وہی عملِ صالح ہوگا۔ بعض خاوند، بیویاں، ساس، بہوئیں، نندیں، بھابیاں مجھے تو خط لکھ دیتی ہیں کہ ہم سے غلطی ہوگئی اور ہم آئندہ ایسا کریں گی یا نہیں کریں گی لیکن جن کو نقصان پہنچایا ہوتا ہے یا جس کو نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے، اس سے نہ معافی مانگتی ہیں نہ اظہارِ ندامت کرتی ہیں۔ بہر حال اس طرف عورتوں کو بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے اور مردوں کو بھی، کیونکہ مَردوں کا بھی یہی حال ہے۔ دنیاوی لالچیں اس طرح غالب آجاتی ہیں کہ خدا کا خوف بالکل ختم ہوجاتا ہے۔ بعض دفعہ بعض لوگ ظاہری طور پر تو معذرت بھی کر لیتے ہیں لیکن بُغض اور کینے جیسا کہ میں نے کہا اندر ہی اندر پک رہے ہوتے ہیں اور جب بھی موقع ملے پھر نقصان پہنچانے کی کوشش ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حقیقی توبہ کو نیک عمل کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کہ اگر نیک عمل ہوگا تو حقیقی توبہ ہو گی۔ اگر کسی غلطی کا مداوا اور ازالہ ہوگا تو پھر ہی توبہ قبول ہوگی۔ اور جب یہ ہو تو پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسے لوگ حقیقی رنگ میں اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والے ہیں۔ اس بارے میں اَور جگہ بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پس ہمیں ایسی توبہ اور استغفار کی ہر وقت تلاش رہنی چاہئے جو حقیقی توبہ ہو۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے۔ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى (طٰہٰ:83) کہ اور یقینا میں بہت بخشنے والا ہوں اُسے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل بجالائے پھر ہدایت پر قائم رہے۔ اب یہاں فرمایا کہ ہدایت پر قائم رہے۔ پس مزید واضح کر دیا کہ توبہ کے ساتھ عملِ صالح ضروری ہے اور یہاں عملِ صالح کی مزید ہدایت فرمادی اور تلقین فرمادی کہ کوئی غلط فہمی نہ رہے کہ مَیں نے خود آگے بڑھ کر صلح کر لی ہے بلکہ فرمایا کہ یہ جو ہدایت کا کام تم نے کیا ہے اگر یہ تمہارے نزدیک عملِ صالح ہے تو یہ ایک دفعہ کا عمل نہیں ہے کہ توبہ کر لی اور مَیں نے صلح کر لی اور معافی مانگ لی، بلکہ پھر اس پر ہمیشہ کیلئے قائم بھی رہنا ہے۔ اور ہدایت پر یہ قائم رہنا تمہیں پھر خدا تعالیٰ کا قرب دلائے گا۔

پس دل صاف ہونے کا دعویٰ تبھی قابلِ قبول ہے جب اس پر قائم بھی ہو اور ہدایت پر نہ صرف قائم ہو بلکہ پھر ہر عورت کی، ہر مرد کی، ہر احمدی کی عملِ صالح ایک پہچان بن جائے اور یہ پہچان دوسروں کیلئے بھی سبق اور نمونہ ہو۔ اب ہر کوئی اپنے دل کو ٹٹول کر دیکھ سکتا ہے۔ کیونکہ اگر حقیقت میں دل کو ٹٹولا جائے تو اپنے ضمیر کا فیصلہ سب سے اچھا فیصلہ ہوتا ہے بشرطیکہ دل صاف ہو، بشرطیکہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو کہ کیا میری توبہ حقیقی ہے؟ کیا میرا عملِ صالح اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے ہے؟ اور اگر ہے تو کیا مَیں خالصتاً للہ اب نیکیوں کو اختیار کرنے اور برائیوں کو چھوڑنے پر سختی سے قائم ہوں؟ کچھ عرصے کے بعد جب آدمی جائزہ لیتا ہے تو پتہ لگ جاتا ہے کہ قائم ہوں کہ نہیں ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کا ایک ٹیسٹ ہے جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہیں، توبہ کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت پر قائم ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ ٹیسٹ یہ ہے کہ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (الفرقان:73) کہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ اللہ تعالیٰ ایک جگہ گواہی کے متعلق فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (النساء:136) کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر گواہ بنتے ہوئے انصاف کو مضبوطی سے قائم کرنے والے بن جاؤ خواہ خود اپنے خلاف گواہی دینی پڑے یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے۔

پس دیکھیں یہ خوبصورت تعلیم اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔ ہم دنیا کو بتانے کیلئے تو یہ دعوے کرتے رہتے ہیں کہ اسلام کی یہ خوبصورت تعلیم ہے اور اسلام کی وہ خوبصورت تعلیم ہے۔ اور جماعت احمدیہ دنیا میں انصاف اور محبت کا پرچار کرتی ہے لیکن اگر ہمارے عمل ہمارے قول کے خلاف ہیں تو ہم اپنے نفس کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں اور دنیا کو بھی دھوکہ دے رہے ہیں۔ اب یہ بڑا مشکل مسئلہ ہے کہ انسان اپنے خلاف گواہی دے۔ صلح بھی کر لی، توبہ بھی کر لی، عملِ صالح بھی کر لیا لیکن کچھ عرصہ بعد اگر کہیں ایسا موقع آئے کہ جہاں سچ بول کر اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو دل کو ٹٹولیں کہ کیا ہم ایسے ہیں جو سچائی پر قائم رہتے ہوئے اپنے خلاف گواہی دینے والے بنیں گے۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ تو جھوٹ بول کر اپنے آپ کو بچاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اگر اپنے گھروں میں امن قائم کرنا چاہتی ہو یا اپنے معاشرے میں امن قائم کرنا چاہتی ہو تو کبھی جھوٹ کا سہارا نہ لو یہاں تک کہ اپنے خلاف بھی گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنی غلطی کا اعتراف کرو۔ اپنے والدین کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اپنے قریبی دوستوں، رشتہ داروں کے خلاف گواہی دینی پڑے تو دو۔ اگر اس ایک بات کو ہر احمدی عورت اور مرد پلّے باندھ لے تو گھروں کے فساد ختم ہو جائیں۔ قضا میں معاملات آتے ہیں، اکثر میں نے دیکھا ہے، بات کو طول دینے کیلئے اپنے حق میں فیصلے کروانے کیلئے جھوٹ پر بنیاد ہوجاتی ہے۔ بعض دفعہ عورت کی طرف سے بھی اپنے کیس کو مضبوط کرنے کیلئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے اور مرد کی طرف سے بھی اپنے معاملے کو مضبوط کرنے کیلئے جھوٹ بولا جا رہا ہوتا ہے۔ اور پھر وکیل اور مشورہ دینے والے دوسرے لوگ جو اس کام پر مقرر کئے جاتے ہیں، وہ اس پر سونے پر سہاگہ، اپنی برتری ثابت کرنے کیلئے کہ ہم نے بڑا اچھا کیس لڑا جھوٹ کی ترغیب دلاتے ہیں یا جھوٹے کیس بنا لیتے ہیں یا اپنے پاس سے بھی خود کچھ نہ کچھ add کر لیتے ہیں۔ وکیل تو اپنی برتری اس لئے سمجھتے ہیں کہ اگر یہ کیس ہم جیت گئے تو ہماری بڑی واہ واہ ہوجائے گی اور ہمارا کام چمکے گا۔ گویا انہوں نے یہاں شرک شروع کر دیا اور جھوٹ کو اپنا رازق بنا لیا۔ لوگ کہیں گے بڑا اچھا وکیل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہو تو پھر برائیاں پھیلتی چلی جاتی ہیں۔ پس اللہ فرماتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی خاطر انصاف کے تقاضے پورے کرو اور اپنی اناؤں کے جال میں نہ پھنسو۔ اگر حقیقت میں ہر احمدی مرد اور عورت اس طرف توجہ دے تو بہت سے مسائل بڑی آسانی سے حل ہو سکتے ہیں۔ مثلاً عائلی معاملات میں بہت فکر مندی پیدا کرنے والی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ آج کل ہر جگہ یہ صورتحال ہے اور جرمنی بھی اس میں شامل ہے۔ آج کل صبر نہیں رہا، حوصلہ نہیں رہا، برداشت نہیں رہی۔ اگر ایک فریق زیادتی کرتا ہے تو دوسرا فریق پھر نہلے پہ دہلا ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ خلع اور طلاقوں کی تعداد بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ یہ خوفناک صورتحال ہے۔ یہ ایک جگہ قائم نہیں بلکہ میں نے جائزہ لیا ہے ہر سال خلع اور طلاقوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ دونوں فریق کچھ سچ کچھ جھوٹ بول کر اپنا کیس مضبوط کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر آپس میں بعض غلط بیانیاں کر کے اپنا اعتماد ایک دوسرے کیلئے کھو دیتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے کہا۔ یہ بات میرے لئے قابلِ فکر اس لئے ہے کہ خلع کی تعداد جماعت میں بہت بڑھ رہی ہے اور خلع لڑکیوں کی طرف سے، عورتوں کی طرف سے لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا جرمنی میں بھی افسوسناک صورتحال ہے۔ بعض لڑکیاں والدین کے کہنے پر شادی کر لیتی ہیں۔ پہلے سچ بولنے اور حق کہنے کی جرأت نہیں ہوتی اور جب شادی ہوجاتی ہے تو پھر بعض ایسی حرکتیں کرتی ہیں جن سے میاں بیوی میں اعتماد کی کمی ہو جاتی ہے اور پھر لڑائیاں بڑھنی شروع ہوجاتی ہیں۔ بعض دفعہ پاکستان سے رشتے کر کے آ جاتی ہیں، جماعتی جائزے نہیں لئے جاتے، رپورٹیں نہیں لی جاتیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ جماعت نے ہماری مدد نہیں کی۔ یہاں سے بعض لڑکے لڑکیوں کو بلا لیتے ہیں، اُن سے زیادتیاں کرتے ہیں اور پھر طلاقیں ہو جاتی ہیں۔ تو دونوں طرف سے ایک ایسی خوفناک صورتحال پیدا ہو رہی ہے جس کی جماعت کو فکر کرنی چاہئے۔

لڑکیاں بعض دفعہ شادی کے بعد بتاتی ہیں کہ ہمیں یہ رشتہ پسند نہیں ہے۔ ماں باپ نے کہا مجبوری تھی۔ بعض لڑکے بھی شادی کے بعد بتاتے ہیں۔ لڑکوں میں بھی اتنی جرأت نہیں ہے، یا پھر اُن کو پتہ چلتا ہے کہ وہ لڑکے یا لڑکی کہیں اور involve ہیں یا کسی دوسرے رشتہ کو پسند کرتے ہیں۔ وہ اپنی پسند کے رشتے شروع میں بتا دیں تو کم از کم دو گھروں کی زندگیاں تو برباد نہ ہوں۔ اور پھر ایسے بھی معاملات ہیں جہاں ماں باپ کو پہلے پتہ ہوتا ہے اور اس خیال سے شادی کروا دیتے ہیں کہ بعد میں ٹھیک ہو جائے گا لیکن یہ ہوتا نہیں ہے۔ لڑکا ہو یا لڑکی ٹھیک تو نہیں ہوتے البتہ دونوں میں سے کسی ایک کی زندگی برباد ہوجاتی ہے۔ ایسے بھی ہیں جو پاکستان میں بڑا اچھا کام کرتے ہیں۔ یہاں کی رہنے والی لڑکیاں اُن کے کام چھڑوا کر اُن کو وہاں سے بلوا لیتی ہیں اور یہاں آکر پھر اُن کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ پھر گھروں میں لڑائیاں شروع ہوجاتی ہیں۔ لڑکیاں تو گھروں سے رخصت ہوا کرتی ہیں، اگر رخصت نہیں ہوسکتیں تو پھر ایسے دور کے مُلکوں میں شادی نہ کریں۔ پھر یہیں یورپ میں رشتے تلاش

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو لوگ خدا کی مرضی کو چھوڑ کر اپنے عزیزوں اور اپنے مالوں سے پیار کرتے ہیں
وہ خدا کی نظر میں بدکار ہیں وہ ضرور ہلاک ہوں گے کیونکہ انہوں نے غیر کو خدا پر مقدم رکھا

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن، جلد 10، صفحہ 383)

طالبِ دُعا: سید ادریس احمد (جماعت احمدیہ تریپور، صوبہ تامل ناڈو)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیں اللہ تعالیٰ نے وہ نبی دیا جو خاتم المومنینؐ، خاتم العارفینؐ اور خاتم النبیینؐ ہے
اور اسی طرح پر وہ کتاب اس پر نازل کی جو جامع الکتب اور خاتم الکتب ہے

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 341)

طالبِ دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیماپوری، سابق امیر ضلع و افرادِ خاندان و مرحومین، جماعت احمدیہ گلبرگہ (کرناٹک)

کریں۔ پھر ایسے بھی لڑکے ہیں جو تعلیم وغیرہ کے بارہ میں جھوٹ بول کر رشتہ کر لیتے ہیں۔ غلط بیانی کرتے ہیں کہ ہماری اتنی تعلیم ہے۔ احمدی لڑکیاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ پڑھی لکھی ہیں۔ لڑکے نکمّے ہوتے ہیں اور وہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے اور جب وہ یہاں آتے ہیں اور انکی حقیقت کا پتہ لگتا ہے تو پھر رشتوں میں دراڑیں پڑتی ہیں۔ جھوٹ ایک ایسی بنیاد ہے جو رشتوں میں دراڑیں ڈال رہا ہے اور یہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ہوتا ہے۔ پھر پاکستان میں بھی ایسی لڑکیاں ہیں جو یہاں باہر آنے کیلئے رشتے کر لیتی ہیں تو پاکستان سے آنے والی لڑکیاں بھی سوچ سمجھ کر آیا کریں۔ غرض دونوں طرف سے جھوٹ بولا جاتا ہے اور یہ ایک جھوٹ کئی گھروں کو برباد کرنے کا باعث بن جاتا ہے۔ پھر جیسا کہ مَیں نے کہا جب مقدمے چلتے ہیں، خلع طلاق کی کارروائی ہوتی ہے تو پھر بجائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر حق بات بتائی جائے، ایک دوسرے پر اپنے حقوق ثابت کرنے کیلئے غلط الزامات لگائے جاتے ہیں۔ جہیز بری کے مطالبوں کیلئے کہ یہ سامان ہمیں واپس کرو، وہ سامان واپس کرو۔ بعض دفعہ غلط بیانی سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض لڑکوں سے بڑی بڑی رقمیں حق مہر رکھوالیا جاتا ہے کہ کونسا ہم نے لینا ہے۔ یا یہ کہہ دیتی ہیں ہم نے حق مہر معاف کر دیا۔ اگر لینا نہیں تو یہ بھی جھوٹ ہے۔ حق مہر مقرر ہی اس لئے کیا جاتا ہے کہ عورت لے اور یہ عورت کا حق ہے، اُس کو لینا چاہئے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک صحابی نے کہا کہ حق مہر میری بیوی نے واپس کر دیا ہے۔ معاف کر دیا ہے۔ آپ نے کہا کہ جا کے پہلے بیوی کے ہاتھ پر حق مہر رکھو، پھر اگر وہ واپس کرتی ہے تب حق مہر معاف ہوتا ہے۔ نہیں تو نہیں۔ بے چارے کی دو بیویاں تھیں۔ خیر انہوں نے قرض لے کر جا کر جب دونوں کے ہاتھ میں برابر کا حق مہر رکھ دیا اور کہا کہ واپس کر دو، تم معاف کر چکی ہو۔ انہوں نے کہا ہم تو اس لئے معاف کر چکی تھیں کہ ہمارا خیال تھا کہ تمہیں دینے کی طاقت نہیں ہے اور تم نہیں دو گے۔ تو کیونکہ اب تو تم نے دے دیا ہے تو دوڑ جاؤ۔ وہ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے تو آپ بڑے ہنسے اور آپ نے کہا ٹھیک ہے، ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جولائی 1925ء خطبات محمود، جلد 9، صفحہ 217، مطبوعہ ربوہ) تو حق مہر لینے کیلئے ہوتا ہے، حق مہر معاف کرنے کیلئے نہیں ہوتا۔ اور یہ عورت کا حق ہے کہ لے۔ جنہوں نے معاف کرنا ہے وہ پہلے یہ کہیں کہ ہمارے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر اگر اتنا کھلا دل ہے، حوصلہ ہے تو پھر واپس کر دیں۔

بہر حال جب حق مہر زیادہ رکھوائے جاتے ہیں تو جب خلع طلاق کے فیصلے ہوتے ہیں تو قضا کو یہ اختیار ہے کہ اگر کسی شخص کی حیثیت نہیں ہے اور ناجائز طور پر حق مہر رکھوایا گیا تھا تو اُس حق مہر کو خود مقرر کر دے اور یہ ہوتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں جو عدالت میں اپنے مفادات لے لیتے ہیں اور لے لیتی ہیں، لڑکیاں بھی اور لڑکے بھی، اور پھر اس کے بعد کہتے ہیں ہمارا شرعی حق یہ بنتا تھا۔ پھر جماعت میں بھی آ جاتے ہیں۔ اگر شرعی حق بنتا تھا تو پھر شرعی حق لو یا قانونی حق لو۔ بعض دفعہ قانونی حق شرعی حق سے زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے بہر حال حق ایک طرف کا ہی لینا چاہئے۔ ظلم جو ہے وہ نہیں ہونا چاہئے۔ ایک فریق پر زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ نہ لڑکے پر، نہ لڑکی پر۔ پھر اس کیلئے جھوٹ کا سہارا لیا جاتا ہے۔ پس یہ ایسے کراہت والے کام ہیں کہ ان کو دیکھ کر ایک شریف شخص کراہت کے علاوہ کچھ نہیں کر سکتا۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کہتے ہو کہ اے خدا! مجھے معاف کر دے۔ میری برائیوں کو دور کر دے۔ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ تو جن باتوں سے توبہ کر رہی ہو یا کر رہے ہو اُس کے مقابلے پر اعمالِ صالحہ پیش کرو تا کہ سمجھا جائے کہ توبہ حقیقی ہے۔ تم تو اپنے دنیاوی معاملات میں محض دنیاوی فائدے اُٹھانے کیلئے جھوٹ کا سہارا لیتے ہو۔ پھر توبہ کیسی؟ طلاق اور خلع اسلام میں گو جائز ہے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اور مکروہ ہے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب فی کراھیۃ الطلاق، حدیث 2178) پس ایک مومنہ اور مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر بامر مجبوری ایسی باتوں سے واسطہ پڑ بھی جائے تو پھر انصاف کے تقاضے پورے کرتے ہوئے، خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے حق بات کہو۔ سچ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو، کیونکہ مومن کی شان یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا۔

پھر فرماتا ہے وَاِذَا مَرُّوۡا بِاللَّغۡوِ مَرُّوۡا کِرَامًا (الفرقان: 73) کہ مومن کی یہ شان بھی ہے کہ جب وہ لغو بات کے پاس سے گزرتے ہیں تو وقار کے ساتھ بغیر اُن پر توجہ دیئے گزر جاتے ہیں۔ جب مومن کو چھوٹی چھوٹی دنیاوی باتوں میں الجھا کر نیکیوں سے دور کرنے کی کوشش کی جاتی ہے تو ایک مومن ان میں نہیں الجھتا بلکہ صَرفِ نظر کرتے ہوئے وہاں سے گزر جاتا ہے، اپنا پلو بچا کر وہاں سے گزر جاتا ہے۔ بجائے اسکے کہ جھوٹ کے مقابلے میں جھوٹ گھڑے ایک مومن کا جواب ہمیشہ یہ ہو گا کہ یہ کراہت کا کام ہے، گناہ کا کام ہے، اللہ تعالیٰ مجھے اس سے محفوظ رکھے۔ اور جب یہ رویہ ہو گا تو جھگڑوں میں طُول پیدا نہیں ہو گا، معاشرے میں امن پیدا ہو گا، گھروں میں امن پیدا ہو گا۔ اگر معاملات اس انتہا پر پہنچ چکے ہیں کہ قاضی کے پاس ہیں تو عدالت میں جا کے جو حق بات ہے وہ کہنی چاہئے اور بس اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ ایسے بھی بعض ٹیڑھے قسم کے لوگ ہوتے ہیں کہ قضا میں جب اُن کی تسلی کا فیصلہ نہیں ہوتا تو باہر نکل کر دوسرے فریق کو لڑائی میں الجھانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ لڑائی ہو اور پھر ایک نیا مقدمہ کر کے اُسے مقدمات میں پھنسایا جائے اور اُس کو طول دیا جائے۔ ایسی صورت میں مومن کو یہی حکم ہے کہ اگر حقیقی مومن ہو تو طرح دے کر گزر جاؤ، کسی طرح بہانہ بنا کر وہاں سے چلے جاؤ، ہٹ جاؤ۔ اگر پھر بھی کوئی باز نہ آئے تو حُکّام سے یا انتظامیہ سے رابطہ کرو لیکن خود سے کسی قسم کی لڑائی میں کسی احمدی کو براہِ راست ملوث نہیں ہونا چاہئے۔ بعض عورتیں اگر لڑتی نہیں ہیں تو گالی گلوچ بھی کر لیتی ہیں، یہ نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”جب انسان کسی کا مقابلہ کرتا ہے تو اسے کچھ نہ کچھ کہنا ہی پڑتا ہے“ (جب لڑائی ہو گی تو ظاہر ہے کچھ نہ کچھ ایک بولے گا دوسرا بھی بولے گا) ”جیسے مقدمات میں ہوتا ہے“ فرمایا ”اس لئے آرام اس میں ہے کہ تم ایسے لوگوں کا مقابلہ ہی نہ کرو۔ سدّ باب کا طریق رکھو اور کسی سے جھگڑا مت کرو۔ زبان بند رکھو۔ گالیاں دینے والے کے پاس سے گزر جاؤ۔“ (وہ گالیاں دے رہا ہے تو اسکے پاس سے گزر جاؤ) ”گویا سنا ہی نہیں۔“

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 131، ایڈیشن 2003ء)

اب یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو تو پھر اپنی طبیعت پر جبر بھی کرنا پڑتا ہے۔ پس اگر دل میں تقویٰ ہے تو پھر یہ تقویٰ انسان کو ناجائز غصہ سے باز رکھتا ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے کہ اُسے غصہ آ جاتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کچھ نہ کچھ جواب دو گے۔ لیکن اگر انسان اُس جگہ کھڑا رہے جہاں غصہ دلانے والی حرکات ہو رہی ہیں تو پھر ایک وقت آئے گا کہ غصہ میں خود بخود بھڑک جائے گا۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے آپ کو غصہ سے بچانے کیلئے ایسی جگہوں سے وقار سے اُٹھ کر چلے جاؤ۔

پھر اللہ تعالیٰ مومن کی شان بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ اِذَا ذُکِّرُوۡا بِاٰیٰتِ رَبِّہِمۡ لَمۡ یَخِرُّوۡا عَلَیۡہَا صُمًّا وَّ عُمۡیَانًا (الفرقان: 74) کہ اور وہ لوگ جب اُن کو اُن کے ربّ کی ہدایات یاد دلوائی جاتی ہیں تو بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔ جب بھی کوئی حکم اُن کے سامنے اُن کے رب کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے تو اُس کو غور سے سنتے ہیں۔ توبہ کرنا، جھوٹ سے بچنا، لغویات سے بچنا، یہ چند حکم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار احکامات ہیں جن کو سامنے رکھتے ہوئے نصیحت کی جاتی ہے اور جن کے بارے میں اس زمانے کے امام اور مسیح و مہدی نے فرمایا کہ جو ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کرتا اُس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

پس ہم احمدی کسی دنیاوی فائدے کیلئے احمدی نہیں ہوئے۔ جہاں جماعت پر سختیاں کی جا رہی ہیں وہاں لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اُن سختیوں کو برداشت کر رہے ہیں تو کیا اس کے مقابلے پر اُن کو کوئی دنیاوی فائدہ بھی مل رہا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس جب ہم دنیاداروں کے ظلم اس لئے سہہ رہے ہیں کہ زمانے کے امام کی بیعت میں آ کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، اُس پیشگوئی کو پورا کریں جو خدا تعالیٰ اور اس کے رسول نے کی ہے کہ آخری زمانے میں جو مسیح و مہدی آئے اُسے قبول کرنا تو پھر یہ نہیں ہو سکتا کہ اُس آنے والے کی باتوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ آپؑ اپنی جماعت کا ایک معیار دیکھنا چاہتے ہیں جس کی آپ نے بارہا جگہ پر نصیحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ فرمایا کہ ”سوائے وے تمام لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت شمار کرتے ہو آسمان پر تم اُس وقت میری جماعت شمار کئے جاؤ گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد 19، صفحہ 15)

پس جب ہم تقویٰ پر چلیں گے تو قرآنِ کریم کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اُن لوگوں کی طرح نہیں ہوں گے جو ایک کان سے بات سنتے ہیں اور دوسرے سے نکال دیتے ہیں۔

پس اگر ہماری عورتیں اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم نے ہر کام خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کیلئے کرنا ہے، ہم نے تمام احکامات پر عمل کرنا ہے، ہم نے زمانے کے امام کی نصائح پر عمل کرنا ہے تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فَاِنِّیۡ آخِرُ الۡاَنۡبِیَاءِ، وَاِنَّ مَسۡجِدِیۡ آخِرُ الۡمَسَاجِدِ

میں نبیوں میں سے سب سے آخری ہوں اور میری مسجد تمام مساجد میں سے آخری مسجد ہے

(صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فَضۡلِ الصَّلَاۃِ بِمَسۡجِدَیۡ مَکَّۃَ وَالۡمَدِیۡنَۃِ)

طالب دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہلاکت ہے اس کیلئے جو اس لئے جھوٹ بولتا ہے

تا کہ اس سے لوگوں کو ہنسائے، تباہی ہے اس کیلئے، تباہی ہے اس کیلئے

(ابوداؤد کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب)

طالب دُعا: نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (کرناٹک)

ہیں جو آپ کو نہیں مانتا وہ بہروں اور اندھوں میں شامل ہے۔لیکن ہم یہ دعویٰ کر کے پھر آپ کی باتوں پر عمل نہیں کرتے۔آپ کی خواہشات کے مطابق اپنی زندگیوں کو نہیں ڈھالتے۔قرآنِ کریم کو اپنی زندگیوں کا لائحہ عمل نہیں بناتے۔ہم منہ سے تو بیشک کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو مان لیا ہے لیکن عملی طور پر ہم آپ سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا معاملہ کر رہے ہیں۔پس یہ بہت فکر کا مقام ہے۔

آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ''تم لوگ جو بیعت میں داخل ہوئے ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ تم نے عہد کیا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عہد تمہارا اللہ کے ساتھ ہے۔جہاں تک ممکن ہو اس عہد پر مضبوط رہنا چاہئے۔ہر ایک برائی اور شائبہ گناہ سے اجتناب کرنا چاہئے۔'' ہر برائی سے اور ایسا گناہ جس کا شائبہ بھی ہو کہ یہ گناہ ہے اُس سے اجتناب کرنا چاہئے، بچنا چاہئے۔فرمایا ''ہماری جماعت کو ایک پاک نمونہ بن کر دکھانا چاہئے۔زبانی لاف گزاف سے کچھ نہیں بنتا جب تک انسان کچھ کر کے نہ دکھائے۔''

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 326، مطبوعہ ربوہ)

پس اپنے جائزے لیتے ہوئے یہ معیار قائم کرنے کی ہم کوشش کریں گے تو تبھی ہم اپنے مقصدِ بیعت کو پورا کرنے والے ہوں گے ورنہ غیر اگر آپ کو نہ مان کر صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہیں تو ہم ظاہری بیعت کا اظہار کر کے اپنے عمل سے صُمًّا وَّ عُمْيَانًا کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔

پس ہر عورت اور مرد کو دعاؤں اور اپنی عملی حالت میں کوشش کے ساتھ تبدیلی کر کے حقیقی بیعت کنندگان میں شامل ہونے کا نمونہ دکھانا چاہئے تا کہ اُن لوگوں میں شامل ہوں جو نہ صرف اپنی نیک حالتوں کی فکر میں رہتے ہیں بلکہ اُنہیں اپنی نسلوں کی بھلائی کی بھی فکر رہتی ہے جس کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ دعا سکھلائی ہے کہ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (سورۃ الفرقان آیت:75) کہ اے ہمارے رب! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔

پس یہ دعا جہاں مردوں کیلئے اہم ہے وہاں عورتوں کیلئے بھی اہم ہے کہ ایک دوسرے کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور جب ایک دوسرے کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کیلئے دعا کر رہے ہوں گے تو ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی طرف بھی نظر ہو گی۔ایک دوسرے کی برائیوں سے صرفِ نظر ہو گی اور ایک دوسرے کی خوبیوں کی طرف نظر ہو گی۔میرے پاس بعض دفعہ نئے جوڑے آتے ہیں کہ نصیحت کریں، اور جیسا کہ مَیں نے بتایا کہ آجکل خلع اور طلاق کے حالات بڑے قابلِ فکر حد تک ہیں۔تو مَیں اُن کو یہی کہتا ہوں کہ ایک دوسرے کی برائیوں سے صَرفِ نظر کرو اور ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھو۔اب جو شادیاں ہو گئی ہیں تو ان جوڑوں کو، ان رشتوں کو نبھاؤ اور پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ایک دوسرے کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔جب دعاؤں سے اور کوشش سے یہ کر رہے ہو گے تو انشاء اللہ تعالیٰ رشتے بھی کامیاب ہوں گے۔جب مرد اور عورت ایک دوسرے کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں گے تو آئندہ آنے والی نسلیں بھی ماں باپ کے نیک نمونے دیکھ کر ماں باپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کی کوشش کریں گی۔اور جب خدا تعالیٰ کے حضور مرد اور عورت ایک دوسرے کیلئے اور اپنے بچوں کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک کی دعا کر رہے ہوں گے اور نسل میں سے متقی پیدا ہونے کی دعا کر رہے ہوں گے کہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔نیک نسل کی دعا ہی ہے۔کیونکہ ایک گھرانے کا سربراہ ہی اپنے گھر کا امام ہے۔جو یہ کہتا ہے کہ مجھے متقیوں کا امام بنا تو اس کا مطلب ہے کہ میری نسل میں سے نیک لوگ ہی پیدا کر۔پس جب مرد یہ دعا مانگ رہا ہو گا تو وہ اپنی بیوی اور بچوں کے متقی ہونے کی دعا مانگ رہا ہو گا۔جب عورت دعا مانگ رہی ہو گی تو گھر کے نگران کی حیثیت سے وہ اپنے بچوں کے متقی ہونے کیلئے دعا مانگ رہی ہو گی۔اور جب اس شوق کے ساتھ دعا ہو گی تو پھر اپنے آپ کو بھی تقویٰ پر قائم رکھنے کی کوشش ہو گی اور ایسا گھر پھر جنت کا نظارہ پیش کرنے والا گھر ہو گا جس میں بڑے، بچے، سب خدا تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے کوشش کر رہے ہوں گے اور پھر ایسے ماں باپ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد یہ بچے اُن کیلئے ثواب کا موجب بھی بن رہے ہوں گے۔بچوں کی نیک تربیت کا ماں باپ کو ثواب مل رہا ہو گا۔باپ کو تو ثواب مل رہا ہو گا لیکن ماں کو بھی ثواب مل رہا ہو گا کیونکہ گھر کے نگران کی حیثیت سے ماں ذمہ وار ہے۔بچوں کی نیکیاں اُن کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بن رہی ہوں گی۔اور کون مومن ہے جو ایمان کا دعویٰ کرے اور پھر یہ کہے کہ مرنے کے بعد مجھے درجات کی بلندی کی ضرورت نہیں ہے۔پس یہ دعا ایک ایسی دعا ہے جو نسلوں کے سدھارنے کے بھی کام آتی ہے اور اپنی اصلاح کے بھی کام آتی ہے اور مرنے کے بعد نیک نسل کی دعاؤں اور اعمال کی وجہ سے درجات کی بلندی کے بھی کام آتی ہے۔

اور پھر اس میں مومن کی شان کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ مومن چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ترقی کی منازل کی طرف قدم مارتا ہے۔اُس کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔متقی خود بھی تقویٰ میں بڑھتا ہے اور اپنی نسل کو بھی تقویٰ میں بڑھانے کی کوشش کرتا ہے۔پس خوش قسمت ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کی تربیت کی فکر میں رہتے ہیں۔اُن کو دین کے قریب کرتے ہیں۔اُن میں خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرتے ہیں اور پھر اپنی حالتوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر کے اپنی دنیا و عاقبت بھی سنوارتے ہیں۔پس اس دعا کو بہت شدت سے اور سمجھ کر پڑھنے کی ہر احمدی عورت اور مرد کو ضرورت ہے۔بہت سے لوگوں کو اولاد سے شکوہ ہوتا ہے کہ اولاد بگڑ گئی۔اگر نیک تربیت اور دعاؤں کی طرف توجہ ہو تو اللہ تعالیٰ پھر فضل فرماتا ہے۔اَولاد کو اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰہ بگڑنے سے بچاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ''اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور اُن کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔نہ کبھی دعا کرتے ہیں اور نہ مراتبِ تربیت کو مدّنظر رکھتے ہیں۔'' (تربیت کے جو مختلف مرتبے ہیں اُن کو بھی مدّنظر نہیں رکھتے۔ہر عمر کے لحاظ سے تربیت کے مختلف پہلو ہیں اُن کو سامنے رکھنا چاہئے) فرمایا ''میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں میں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کیلئے دعا نہیں کرتا۔'' (ملفوظات، جلد اول صفحہ 562 مطبوعہ ربوہ)

پس اپنی اور اپنی اولادوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے کا یہ طریق ہے جسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے، جسے ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور خاص طور پر اگر ہماری عورتیں اس سوچ کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو سمجھیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلیں جماعت کا مفید وجود بن کر آئندہ آنے والی نسلوں کی تربیت کا بھی ذریعہ بن جائیں گی اور یوں یہ سلسلہ چلتا چلا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔اور یہی زندہ قوموں کی نشانی ہے کہ اُن کی نیکیاں نسلوں میں بھی جاری رہتی ہیں۔اُن میں تنزل نہیں آتا بلکہ قدم ترقی کی طرف بڑھتے ہیں۔اللہ تعالیٰ تمام عورتوں اور مردوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ ☆☆

(الفضل انٹرنیشنل 13 راپریل 2012)

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

محترمہ علیمہ طاہرہ صاحبہ آف بلاری کا ذکر خیر

(ڈاکٹر زکیہ تسنیم، صدر لجنہ خانپور ملکی)

میری والدہ محترمہ علیمہ طاہرہ صاحبہ اہلیہ مکرم منظور احمد صاحب مرحوم آف جماعت احمدیہ بلاری ضلع بانکا صوبہ بہار مورخہ 18 دسمبر 2020 بروز جمعہ صبح 6 بجے 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اُسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

میری والدہ ایک نہایت مخلص احمدی مکرم عامل صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔آپ کی پیدائش قادیان دارالامان میں 1930 میں ہوئی تھی۔1947 کے ہندو پاک بٹوارے کے وقت ہجرت کر کے ربوہ چلی گئیں اور پھر سن 1950 میں شادی کر کے ''بلاری'' انڈیا آ گئیں۔آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تربیت میں پرورش پائی تھی۔دینی تعلیم سے آراستہ تھیں۔نمازوں کی پابند تھیں۔تلاوت قرآن مجید بڑی خوش الحانی سے کیا کرتی تھیں۔قادیان کی مقدس بستی کی روحانی بو باس کا بھرپور اثر ان میں تھا۔شاید یہی وجہ تھی کہ اتنے پچھڑے گاؤں میں آ کر انہوں نے کبھی بھی کسی تکلیف کا اظہار نہیں کیا۔گاؤں میں تعلیم نسواں کا ماحول پیدا کیا۔گاؤں کی غیر احمدی بچیوں کو بھی قرآن مجید سکھایا اور دینی تعلیم دی۔میری والدہ بہت ہی نیک صفت، شریف، حیادار، دعا گو اور پُر وقار شخصیت تھیں۔ایم ٹی اے بے حد شوق سے دیکھتیں۔زندگی کے آخری ایام تک خطبہ جمعہ باقاعدگی سے سنتی رہیں۔اخبار بدر کا تو چپہ چپہ پڑھ جاتیں۔زندگی کے آخری دنوں تک آپ بطور صدر لجنہ بلاری خدمات انجام دیتی رہیں۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ موصیہ تھیں۔

آپ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں ہیں۔آپ نے اپنے سبھی بیٹے بیٹیوں کے علاوہ اپنے پوتے پوتیوں، نواسے نواسیوں کو اعلیٰ دینی و دنیوی تعلیم سے مالا مال کیا۔آپ کے بچے جہاں بھی ہیں جماعت کے کسی نہ کسی عہدہ پر ہیں اور جماعتی خدمات بجالا رہے ہیں۔آپ ایک کامیاب ماں ہی نہیں بلکہ ایک کامیاب و فرمانبردار بیوی بھی تھیں۔اپنے شوہر سے بے انتہا محبت کرنے والی تھیں۔آپ کی خواہش تھی کہ شوہر کی قبر کے ساتھ ہی آپ کی تدفین ہو۔اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش پوری کی اور چار ماہ کے وقفہ میں دونوں اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور ساتھ ساتھ تدفین ہوئی۔اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین۔☆☆

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

اس جماعت کو خود خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے اور اس کا واحد مقصد احیائے اسلام اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے

آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے ہر کام اور عمل میں بہترین نمونہ پیش کریں گے اور ہر کسی کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں گے

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں

جماعت احمدیہ ہنڈوراس کے پہلے جلسہ سالانہ کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

عزیز ممبران احمدیہ مسلم جماعت ہنڈوراس

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے خوشی ہے کہ آپ اپنا پہلا جلسہ سالانہ 7 مارچ 2020ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بہت کامیاب فرمائے اور تمام شاملین جلسہ بے انتہا روحانی فوائد اور ان گنت برکتیں اس منفرد مذہبی اجتماع سے حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے کہ آپ کا تعلق احمدیہ جماعت سے ہے۔ پس یہ نہایت ضروری ہے کہ آپ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے اپنے مقاصد کو نبھائیں اور بہترین رنگ میں اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

آپ کی بہت بڑی خوش نصیبی ہے کہ محض خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں میں سے ہیں جو اس زمانے کے امام اور مصلح ہیں اور جن کے ظہور کی پیشگوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی اور تمام مسلمانوں پر آپ علیہ السلام کی اطاعت وفرمانبرداری کو لازم قرار دیا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی اور تقوی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز باجماعت کے پابند ہوں۔ وہ جھوٹ نہ بولیں۔ وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں۔ وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں۔ غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بیجا حرکات سے مجتنب رہیں اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 46 تا 47)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں ہونے کے ناطے آپ ہمیشہ اپنے عہد بیعت کو یاد رکھیں جو آپ نے کیا ہے اور اس کو ہر دم پورا کرنے کی کوشش کریں۔ احمدی مسلمان ہونے کے ناطے آپ سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ آپ ہمیشہ اپنے ہر کام اور عمل میں بہترین نمونہ پیش کریں گے اور ہر کسی کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں گے۔ آپ کو چاہئے کہ ہمیشہ اپنی اندرونی حالت کا جائزہ لیتے رہیں اور ہمیشہ اچھائی، ایمانداری اور سب سے بڑھ کر تقویٰ کی اعلیٰ مثال قائم کرنے والے ہوں کیونکہ اس جماعت کو خود خدا تعالیٰ نے قائم فرمایا ہے اور اس کا واحد مقصد احیائے اسلام اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔

آپ کو ہنڈوراس میں اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کی بھی کوشش کرنی چاہیے۔ نیز اپنے ملک کا مثالی شہری بننے کی کوشش کریں اور اپنے ملک سے محبت کا اظہار کریں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے کہ حب الوطن من الایمان۔

میں آپ کو یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے بابرکت نظام کے ساتھ منسلک رہیں اور وفا کا تعلق رکھیں کیونکہ احیائے اسلام کا فعل اور دنیا میں امن صرف نظام خلافت کے ساتھ وابستہ رہ کر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ اسی لیے ہمیشہ اس بابرکت مقام کا پاس رکھیں اور اس امر کو یقینی بنائیں کہ آپ اور آپ کی آئندہ نسل ہمیشہ خلافت کی ہدایت و سائے تلے رہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ سالانہ بہت کامیاب فرمائے، آپ کو تقویٰ میں بہت بڑھائے، آپ روحانیت میں ترقی کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی زندگیوں میں نیکی و بہترین اخلاقی تبدیلی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔ اللہ آپ سب پر بہت فضل فرمائے۔ آمین

والسلام خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3 اپریل 2020)

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار

پاکیزہ منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

خدا سے وہی لوگ کرتے ہیں پیار
جو سب کچھ ہی کرتے ہیں اُس پر نثار

اِسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب
کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب؟

اُسے دے چکے مال و جاں بار بار
ابھی خوف دل میں کہ ہیں نابکار

لگاتے ہیں دل اپنا اُس پاک سے
وہی پاک جاتے ہیں اِس خاک سے

(نشانِ آسمانی، صفحہ 46 حاشیہ، مطبوعہ 1892ء)

اخبار بدر کے شماروں کی حفاظت کریں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے کی یادگار اخبار "اخبار بدر" 1952 سے لگاتار قادیان دارالامان سے شائع ہو رہا ہے، اور احباب جماعت کی دینی ضرورتوں کو پورا کر رہا ہے۔ اس میں قرآنی آیات، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات وتحریرات کے علاوہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات جمعہ وخطابات، روح پرور پیغامات، خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب اور حضور پرنور کے دورہ جات کی نہایت ایمان افروز اور دینی ودنیاوی علم کے خزانوں سے بھرپور رپورٹس شائع ہوتی ہیں۔ ان کا مطالعہ کرنا، ان کو دوسروں تک پہنچانا، ان پر عمل کرنا اور ان کے ذریعہ اپنی اور اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت کرنا ہم سب کا فرض ہے۔ ان تمام مقاصد کے حصول کے لیے اخبار بدر کے شماروں کو حفاظت کے ساتھ اپنے پاس محفوظ رکھنا ہم سب کی اہم ذمہ داری ہے۔

دینی تعلیم وتربیت پر مشتمل یہ مقدس اخبار تقاضا کرتا ہے کہ اس کا احترام کیا جائے۔ لہٰذا اس کو ردّی میں فروخت کرنا اس کے احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔ اگر اس کو سنبھالنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کے ساتھ اس کو تلف کریں تا کہ ان مقدس تحریرات کی بے حرمتی نہ ہو۔ امید ہے کہ احباب جماعت اس طرف خصوصی توجہ فرمائیں گے اور اس سے بھرپور استفادہ کرتے ہوئے ان امور کو ملحوظ رکھیں گے۔ (ادارہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اسلام یہ کہتا ہے کہ کبھی بھی تم دینی کام سے غافل نہ ہو تبھی دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حق ادا کر سکتے ہو...... ہمیشہ اپنے کاموں میں ان باتوں کو سامنے رکھنا چاہئے کہ جو چیزیں دین کے معاملے میں روک ہوں انہیں دُور کیا جائے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 اکتوبر 2014)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہدایت کے راستوں کو پانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلا قدم جو رکھا ہے وہ ایمان بالغیب ہے...... یہ ایمان بالغیب ہی ہے جو ایمان میں ترقی کا باعث بنتا ہے اور یہ ایمان میں ترقی ہدایت کے ان راستوں کی طرف لے جاتی ہے جو خدا تعالیٰ کے پانے کے راستے ہیں (خطبہ جمعہ فرمودہ 20 اگست 2010)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

آپ لوگ جو کہنے کو تو آج بچے ہیں لیکن آپ کے چہروں میں مجھے آئندہ کے، مستقبل کے لیڈر نظر آرہے ہیں، جماعت کو سنبھالنے والے وہ عہدیدار نظر آرہے ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقی میں کردار ادا کرنا ہے، پس آپ لوگ اپنی اس اہمیت کو سمجھیں

اس چیز کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ آپ احمدی بچے ہیں اور آپ نے دوسروں سے مختلف ہونا ہے، آپ نے اپنے ہر کام میں دوسروں سے اچھا ہونا اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنا ہے، ہر کام میں آپ نے آگے بڑھنا ہے، ہر احمدی بچہ جو ہے وہ اسکول میں پوزیشن لینے والا ہونا چاہئے، پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا ہونا چاہئے

نمازوں کی طرف توجہ دیں، اپنے اخلاق کی طرف توجہ دیں، قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں، اپنی اسکول کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں بڑوں کے ادب کی طرف توجہ دیں اور آپس میں بچے بھی ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے رہنا سیکھیں، اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے

مجلس اطفال الاحمدیہ جرمنی کے سالانہ اجتماع کے موقع پر مورخہ 16 ستمبر 2011ء کو بمقام بادکروزناخ (Bad Kreuznach) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا خطاب

اَشۡهَدُ اَنۡ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهٗ
وَاَشۡهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ
اَمَّا بَعۡدُ فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ
الرَّجِيۡمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ۔ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔
مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ۔ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ
نَسۡتَعِيۡنُ۔ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ۔
صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۙ
غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ۔

صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی کی خواہش کے مطابق مَیں آج اس وقت آپ سے مخاطب ہوں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شاید پہلی دفعہ اطفال الاحمدیہ جرمنی سے اجتماع پہ اس طرح براہِ راست مخاطب ہوں۔ بہرحال اطفال الاحمدیہ جماعت احمدیہ کی ایک ایسی تنظیم ہے جس پر مستقبل کا انحصار ہے۔ آج کے بچے کل کے نوجوان اور قوم کے راہنما ہوتے ہیں۔ پس اسی لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب مختلف تنظیمیں قائم فرمائیں تو خدام الاحمدیہ سے نیچے بچوں کی بھی ایک تنظیم قائم فرمائی جو اطفال الاحمدیہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اس میں اطفال کے بھی دو معیار، ایک صغیر اور ایک کبیر ہیں۔ ایک سات سے دس یا بارہ سال کی عمر کے بچے اور ایک بارہ سے پندرہ سال کی عمر کے بچے اور پھر اسکے بعد آگے خدام الاحمدیہ ہے۔ پس اطفال الاحمدیہ ایک بہت اہم تنظیم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے جب تمام تنظیمیں قائم فرمائیں تو ان کے سامنے یہ بات تھی کہ قوم کا، جماعت کا ہر بچہ، جوان، بوڑھا، عورت، مرد اس قابل ہوجائے کہ وہ جماعت کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے۔ جماعت کے جو مقاصد ہیں ان کو پورا کرنے والا بنے۔ بہت سارے بچے جو دس بارہ سال سے اوپر کی عمر کے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوش میں ہیں اور جانتے ہیں کہ کیا اچھا ہے، کیا برا ہے۔ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ سکتے ہیں اور آج کل جو سکولوں میں تعلیم دی جاتی ہے اس نے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی ذہنوں کو روشن کر دیا ہے۔ پس آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آگے جا کے جماعت کے کام سنبھالنے ہیں۔ ابھی آپ نے نظم سنی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا:

ہم تو جس طرح بنے کام کئے جاتے ہیں
آپ کے وقت میں یہ سلسلہ بدنام نہ ہو

وہ گزر گئے۔ ہمارے بزرگ چلے گئے۔ موجودہ قیادت جو ہے اس نے بھی چلے جانا ہے۔ پھر جو ترقی کرنے والی قومیں ہوتی ہیں، ترقی کرنے والی جماعتیں ہوتی ہیں وہ ایک نسل کے چلے جانے کے بعد وہیں کھڑی نہیں ہوجایا کرتیں بلکہ ان کے قدم آگے بڑھتے ہیں۔ اور وہ قدم آگے نہیں بڑھ سکتے جب تک بچے اپنی ذمہ داریاں نہیں سمجھتے، جب تک بارہ سال کی عمر کے بچے، تیرہ سال کی عمر کے بچے، دس سال کی عمر کے بچے اپنے مقصد کو نہیں سمجھتے۔

پس آپ لوگ جو کہنے کو تو آج بچے ہیں لیکن آپ کے چہروں میں مجھے آئندہ کے مستقبل کے لیڈر نظر آرہے ہیں۔ جماعت کو سنبھالنے والے وہ عہدے دار نظر آرہے ہیں جنہوں نے انشاء اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر جماعت کی ترقی میں کردار ادا کرنا ہے۔ پس آپ لوگ اپنی اس اہمیت کو سمجھیں اور ہمیشہ یاد رکھیں کہ کوئی احمدی بچہ، کوئی احمدی طفل اس لئے پیدا نہیں کیا گیا کہ اسکی زندگی کا کوئی مقصد نہیں۔ اسکی زندگی کا ایک مقصد ہے۔ ہر انسان جو دنیا میں آتا ہے اللہ تعالیٰ نے اسکی زندگی کا ایک مقصد رکھا ہے اور سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے صحیح بندے بن کے رہو۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کرو۔ پس آپ لوگ ابھی سے اس بات کو سمجھیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ مستقبل میں جماعت کی ترقی کیلئے، جماعت کی قیادت کیلئے بھی، ملک کی ترقی کیلئے بھی، ملک کی قیادت کیلئے بھی اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔

پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ عموماً بچے دس بارہ سال، تیرہ سال، چودہ سال کی عمر تک جماعت سے بڑا تعلق رکھتے ہیں۔ مجالس سے تعلق رکھتے ہیں۔ اجلاسوں میں بھی آتے ہیں۔ ڈیوٹیاں بھی دیتے ہیں لیکن بہت سے ماں باپ مجھے لکھتے ہیں کہ پتا نہیں ہمارے بچے کو کیا ہوا ہے۔ پندرہ سال کی عمر کو پہنچا ہے، سولہ سال کی عمر کو پہنچا ہے۔ اسکول جانے لگا ہے اور باہر کے لڑکوں سے دوستی ہونے لگی ہے تو نہ اب نمازوں کی طرف توجہ ہے، نہ مجلس کے کاموں کی طرف توجہ ہے، نہ گھر میں ماں باپ کا کہنا ماننے کی طرف توجہ ہے۔ ماں باپ کا تو جو قصور ہے وہ ہوگا ہی لیکن بچوں کو تو اس لئے بھی یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ لوگ اگر ان باتوں پر عمل نہیں کریں گے تو آئندہ جماعت کی جو قیادت ہے، جماعت کی جو لیڈرشپ ہے اسکو کس طرح سنبھالیں گے۔ پس ہر بچہ جو اب بارہ سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہے، دس سال کی عمر کو پہنچا ہوا ہے، ہوش وحواس میں ہے اسکو یہ یاد رکھنا چاہئے اور خاص طور پہ جب آپ پندرہ سال کی عمر کو پہنچتے ہیں اور خدام الاحمدیہ میں داخل ہوتے ہیں تو اس وقت یہ یاد رکھیں کہ آپکی جو preferences ہیں، جو ترجیحات ہیں وہ بدل نہیں جاتیں۔ اب بھی آپ کا وہی کام ہے کہ جماعت کیساتھ پختہ تعلق رکھیں۔ اطفال الاحمدیہ کیساتھ پختہ تعلق رکھیں۔ اپنے ماں باپ اور گھر والوں کیساتھ ایک ایسا تعلق رکھیں جس سے پتا لگے کہ احمدی بچے اور غیر احمدی بچے میں یہ فرق ہے۔ بہت سارے بچے ہیں (مَیں تو اکثر پوچھتا رہتا ہوں) جو انٹرنیٹ اور ٹی۔ وی کا استعمال بہت زیادہ کرنے لگ گئے ہیں۔ ٹی .وی پر کارٹون دیکھنا ہے تو اگر کوئی شریفانہ کارٹون (خیر کارٹون تو شریفانہ ہی ہوتے ہیں) آرہے ہیں تو دیکھیں لیکن ایک گھنٹہ، آدھا گھنٹہ، پونا گھنٹہ۔ کوئی تھوڑا سا معیّن وقت ہونا چاہئے۔ یہ نہیں ہے کہ ہفتہ اتوار جو چھٹی کا دن ہے اس میں صبح سے بیٹھے تو شام ہوگئی اور شام سے بیٹھے تو رات بارہ بج گئے اور ماں کہہ رہی ہے کہ آؤ بچو کھانا کھا لو لیکن کوئی پرواہ نہیں۔ یہ کام کر دو تو کوئی پرواہ نہیں۔ اور ٹی وی کے سامنے بیٹھے ہوئے دیکھتے چلے جارہے ہیں۔ ایک craze جس کو کہتے ہیں ناں انگلش میں وہ ہوگیا ہے اور دماغ ایسا بالکل ہی خراب ہو جاتا ہے کہ صبح سے شام تک یہی حال رہتا ہے۔ اسی طرح چودہ پندرہ سال کی عمر میں بچوں نے انٹرنیٹ پہ بیٹھنا شروع کر دیا ہے اور اگر انٹرنیٹ کا ماں باپ کو علم نہیں اور صحیح طرح سے بعض sites لاک نہیں کی ہوئیں تو وہ غلط جگہوں پہ بھی چلے جاتے ہیں۔ پھر ساری تربیت جو چودہ پندرہ سال تک ماں باپ نے بھی اور جماعت نے بھی اور ذیلی تنظیم نے بھی کی ہوتی ہے وہ ساری تربیت ضائع ہوجاتی ہے۔

پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اگر بڑے کوئی بات آپ کو کہتے ہیں تو آپ کے فائدے کیلئے، آپ کی ہمدردی کیلئے کہتے ہیں۔ آپ کے نقصان کیلئے نہیں کہتے۔ یہ نہ سمجھیں کہ اس ملک میں آزادی ہے تو ہم جو مرضی چاہے کریں۔ ہم اب چودہ سال کے، پندرہ سال کے ہوگئے ہیں، ہم پڑھے لکھے ہیں ہمارے والدین کو کیا پتا؟ ان کی تو تعلیم ہی کوئی نہیں۔ گو وہ نسل بھی اب ختم ہو رہی ہے بلکہ اکثر کے ماں باپ جو پچھلے اٹھائیس تیس سال سے یہاں رہ رہے ہیں وہ پڑھے لکھے ہی ہیں لیکن تب بھی نئی نسل کو اور نوجوانوں کو جب teenage پہ آتے ہیں تو ایک وہم ہوتا ہے کہ شاید ہم عقلمند ہیں۔ باقی سب دنیا بیوقوف ہے۔ حالانکہ بیوقوف وہ ہے جو اچھی باتوں کو سن کے اس پر عمل نہیں کرتا۔ بڑوں کی نصیحت پہ عمل نہیں کرتا۔ بڑے ہمیشہ بات کریں گے تو آپ کے فائدے کیلئے کریں گے۔ جو نئی ریسرچ ہورہی ہے اس میں اب تو یہ ثابت شدہ بات ہوگئی ہے کہ آپ لوگ جو مستقل ٹی وی کے سامنے بیٹھے رہتے ہیں، انٹرنیٹ کے سامنے گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں تو اس کا نہ صرف آپ کی آنکھوں پہ اثر ہورہا ہے بلکہ دماغ پہ بھی اثر ہورہا ہے اور بعض لوگ تو بعض دفعہ دماغی لحاظ سے بالکل ہی مفلوج ہو جاتے ہیں۔ پس اگر بعض باتوں سے روکا جاتا ہے تو رکیں اور انٹرنیٹ پر اگر دیکھنا ہے تو کوئی فائدے کی چیز، کوئی علمی چیز اگر ہے تو وہ پروگرام دیکھیں جیسے انسائیکلو پیڈیا ہے، معلومات ہیں لیکن ہر site پہ چلے جانا یہ غلط ہے اور بچوں کو تو ویسے بھی نہیں جانا چاہئے۔ چودہ پندرہ سال کے جو لڑکے ہیں میں انکی بات کر رہا ہوں کہ وہ دیکھیں۔

پھر آجکل یہاں بچوں میں ایک اور بڑی بیماری ہے، ماں باپ سے مطالبہ ہوتا ہے کہ ہمیں موبائل لے کے دو۔ دس سال کی عمر کو پہنچتے ہیں تو موبائل ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہئے۔ آپ کوئی بزنس کر رہے ہیں؟ آپ کوئی ایسا کام کر رہے ہیں جس کی منٹ منٹ کے بعد فون کرکے آپ کو معلومات لینے کی ضرورت ہے؟ پوچھو تو کہتے ہیں ہم نے اپنے ماں باپ کو فون کرنا ہوتا ہے۔ ماں باپ کو اگر فون کرنا ہوتا ہے تو ماں باپ خود پوچھ لیں گے۔ اگر ماں باپ کو آپ کے فون کی فکر نہیں ہے تو آپ کو بھی نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ فون

سے پھر غلط عادتیں پیدا ہوتی ہیں۔فونوں سے بعض لوگ خود رابطے کر لیتے ہیں جو پھر بچوں کو ورغلا تے ہیں،گندی عادتیں ڈال دیتے ہیں،بیہودہ قسم کے کاموں میں ملوث کر دیتے ہیں۔اس لئے یہ فون بھی بہت نقصان دہ چیز ہے۔اس میں بچوں کو ہوش ہی نہیں ہوتی کہ وہ انہی کی وجہ سے غلط کاموں میں پڑ جاتے ہیں۔اس لئے اس سے بھی بچ کے رہیں۔

ٹی وی کا پروگرام جیسا کہ مَیں نے ابھی بات کی ہے،اس میں بھی کارٹون یا بعض پروگرام جو معلوماتی ہیں وہ دیکھنے چاہئیں۔لیکن بیہودہ اور لغو پروگرام جتنے ہیں ان سے بچنا چاہئے۔اول تو آپ کے والدین یہاں بیٹھے ہیں جو اگر وہ سن لیں یا جو بڑے بچے ہیں وہ ویسے ہوش میں ہوتے ہیں وہ بھی دیکھ لیں کہ گھروں میں جو بیہودہ چینل ہیں ان کو تو ویسے ہی لاک کیا ہونا چاہئے،جیسے انٹرنیٹ میں ویسے ٹی۔وی پر بھی لاک ہو جاتے ہیں۔سو یہ دیکھنے ہی نہیں چاہئیں اور کہیں غلطی سے کوئی آ بھی گیا تو فوراً اس کو بدل دینا چاہئے۔تبھی آپ لوگ ایک احمدی بچے کا صحیح کردار ادا کر سکیں گے۔اس کے بغیر آپ میں اور دوسرے بچوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔دنیا کو ایک فرق نظر آنا چاہئے کہ یہ احمدی بچے ہیں۔ان کی زندگی،ان کا رہن سہن ، ان کا کردار دوسروں سے مختلف ہے۔ان کو آداب اور اخلاق آتے ہیں۔جب ملتے ہیں تو سلام کرتے ہیں۔ملتے ہیں تو عاجزی سے بڑوں کے سامنے اپنا اظہار کرتے ہیں۔بڑوں کا کہنا مانتے ہیں۔یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔میں نے یہاں مختلف سکولوں کے ایک دو ہیڈ ٹیچر سے اور دوسرے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹس کے بعض افسران سے بھی بات کی ہے، جنہوں نے مجھے بتایا کہ احمدی بچے دوسرے بچوں سے سکولوں میں مختلف ہیں۔پڑھائی کی طرف بھی زیادہ توجہ دیتے ہیں اور ویسے بھی اخلاقی لحاظ سے بہتر ہیں۔پس یہ جو آپ کی پہچان ہے اس پہچان کو ہمیشہ قائم رکھیں۔اگر قائم نہیں رکھیں گے تو پھر آپ کے احمدی ہونے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔دنیا آپ کو دیکھتی ہے۔آپ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ آپ کو کوئی نہیں جانتا لیکن سکول کی ایڈمنسٹریشن جو ہے وہ اس بات پر نظر رکھ رہی ہوتی ہے کہ دیکھیں ان کے بچے کیسے ہیں؟ جب کسی اچھے بچے کو دیکھتے ہیں۔ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ایسے بچے کو دیکھتے ہیں جو پڑھائی میں بہت اچھا ہے، ہوشیار ہے،توجہ دے رہا ہے۔اس کی طرف پھر ٹیچر بھی اور سکول کی انتظامیہ بھی توجہ دیتی ہے اور یہ توجہ پھر آپ کے فائدے کیلئے،آپ کی پڑھائی میں آپ کیلئے بہتر ثابت ہوتی ہے،ممد اور معاون ثابت ہوتی ہے۔آپ کی مدد کرتی ہے۔

پس اس بات کو جو اکثر احمدی بچوں میں ہے، اس کو ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ نے کبھی نہیں چھوڑنا کہ آپ کا ایک کردار ہے جو سکول میں بھی آپ کو،آپ کے اساتذہ کو اور آپ کی انتظامیہ کو نظر آنا چاہئے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر میں نے دیکھا ہے کہ لڑکے بھی پڑھائی کی طرف توجہ دیتے ہیں لیکن لڑکیوں کی تعداد زیادہ ہے۔یاد رکھیں کہ آئندہ جماعت کی ذمہ داریاں بھی لڑکوں پہ،مردوں پہ زیادہ پڑنی ہیں اور ملک کی ذمہ داریاں بھی آپ لوگوں نے ہی ادا کرنی ہیں۔اس لئے آپ لوگوں کو لڑکیوں سے آگے بڑھنا چاہئے۔لڑکیاں gymnasium میں پڑھ رہی ہوتی ہیں۔لڑکے سے پوچھیں تو جواب ہوتا ہے کہ پتہ نہیں gesamt-schule میں جا رہا ہوں۔فلاں جگہ جا رہا ہوں۔ کیوں؟ لڑکیاں کیوں ہوشیار ہیں؟ اس لئے کہ وہ گھر میں رہ کے پڑھائی کی طرف توجہ دیتی ہیں اور آپ جب چودہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے ہو گئے۔اب آزاد ہو گئے ہیں۔اب ہم اِدھر اُدھر کھیلیں گے۔کھیلیں گے تو فٹ بال کھیلتے چلے جائیں گے۔ٹی.وی دیکھیں گے تو دیکھتے ہی چلے جائیں گے۔ہر کام کو وقت دیں۔کھیلنا ضروری ہے۔صحت کے لئے ضروری ہے۔فٹ بال ضرور کھیلیں،جو بھی گیم پسند ہے آپ کو وہ کھیلیں۔یہاں جو فٹ بال کا رواج ہے اس لئے میں کہہ رہا ہوں۔ایک گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ جو شام کا وقت ہے وہ ضرور کھیلنا چاہئے۔اسکول میں جو وقت ہے اس میں کھیلنا چاہئے۔ ٹی۔وی بھی دیکھنا چاہئے۔اس سے معلومات بڑھتی ہیں لیکن ایسا پروگرام دیکھیں جو معلومات والا ہو۔لیکن انٹرنیٹ پہ بیٹھے رہنا ٹھیک نہیں کہ اس میں صرف فضول باتیں ہی ہوتی ہیں۔یا پھر بیٹھنا ہے تو اپنے بڑوں کو بتا کر بیٹھیں کہ یہ پروگرام دیکھ رہے ہیں، دیکھو کتنا اچھا پروگرام اس پر آ رہا ہے۔اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا ٹیلی فون وغیرہ کے مطالبے جو بچے دس سال کی عمر میں کر دیتے ہیں وہ بالکل غلط چیزیں ہیں اور ماں باپ کو بچوں کی ایسی باتیں ماننی بھی نہیں چاہئیں۔

پس آپ لوگ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جن باتوں کی طرف میں توجہ دلا رہا ہوں ان میں اعتدال ہو۔یا اِس طرف بہت زیادہ چلے گئے یا اُس طرف چلے گئے،یہ دونوں چیزیں غلط ہیں۔اگر اعتدال ہوگا تو آپ لوگوں کی زندگی بھی ہمیشہ اچھی طرح گزرے گی اور بڑے ہو کر آپ ایک اچھے انسان بن سکیں گے۔وہ انسان بن سکیں گے جن کی جماعت کو ضرورت ہے۔پس اس چیز کو ہمیشہ اپنے ذہنوں میں رکھیں کہ آپ احمدی بچے ہیں اور آپ نے دوسروں سے مختلف ہونا ہے۔آپ نے اپنے ہر کام میں دوسروں سے اچھا ہونا اور اپنے آپ کو اچھا ثابت کرنا ہے۔ہر کام میں آپ نے آگے بڑھنا ہے۔ہر احمدی بچہ جو ہے وہ اسکول میں پوزیشن لینے والا ہونا چاہئے۔پڑھائی کی طرف توجہ دینے والا ہونا چاہئے۔یہ نہیں کہ بعض گھر کے مسائل ہیں یا کسی وجہ سے پریشانی ہے تو آپ پڑھائی کی طرف سے توجہ چھوڑ دیں۔آپ اپنے کام سے کام رکھیں اور پڑھائی کی طرف توجہ دیتے چلے جائیں۔

پھر ایک بیماری جس کا بچپن میں احساس نہیں ہوتا اور مذاق مذاق میں انسان بچپن میں بھی کر رہا ہوتا ہے۔بعض بڑے لوگ بھی احتیاط نہیں کرتے تو ان کی دیکھا دیکھی کر جاتا ہے، وہ جھوٹ کی بیماری ہے۔غلط بات کرنے کی بیماری ہے۔اپنی طرف سے مذاق کر رہے ہوتے ہیں کہ جی میں نے یہ بات کہہ دی حالانکہ وہ بات اس طرح نہیں ہوتی۔اسی طرح پھر جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔پس ہلکا سا بھی جھوٹ ایک احمدی بچے میں نہیں ہونا چاہئے۔

پھر جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ والدین کی عزت بہت اہم بات ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا ہے کہ والدین کی عزت کرو۔ان سے احسان کا سلوک کرو۔ان کیلئے دعا کا حکم ہے کہ جس طرح وہ بچپن میں میری پرورش کرتے رہے،میری خاطر تکلیفیں برداشت کرتے رہے اور اب تک کر رہے ہیں۔آپ کے ماں باپ جو کما رہے ہیں اس کو آپ پر خرچ بھی کر رہے ہیں، آپ کی تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔آپ کے کپڑوں پر خرچ کر رہے ہیں۔اس کا ایک بچے کو شکر گزار ہونا چاہئے۔دس گیارہ سال کی عمر ہوش وحواس کی عمر ہوتی ہے۔اور پندرہ سال کا جو طفل ہوتا ہے، چودہ سال کا جو طفل ہوتا ہے اس کو تو بہت اچھی طرح علم ہونا چاہئے کہ ماں باپ کا یہ میرے پہ احسان ہے کہ وہ میرے اخراجات بھی پورے کر رہے ہیں۔ میرے خرچ پورے کر رہے ہیں۔میری پڑھائی پہ توجہ دے رہے ہیں۔اسکولوں کی فیسیں ادا کر رہے ہیں۔بسوں میں جانے کیلئے کرایہ ادا کر رہے ہیں۔اس کی وجہ سے آپ ان کے شکر گزار ہوں اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ والدین کا احسان ہے۔آنحضورؐ نے فرمایا کہ تم اس کا بدلہ کبھی نہیں اتار سکتے۔لیکن اس کے بدلے میں تمہارا بھی ان سے ایک اچھا اور احسان کا تعلق ہونا چاہئے اور ہمیشہ ان کیلئے دعا مانگو کہ اے اللہ تعالیٰ جس طرح وہ مجھ پر رحم کرتے ہیں تو بھی ان پر ہمیشہ رحم کرتا رہ۔یہ عادت پڑے گی تو آپ لوگوں کے دلوں میں والدین کی عزت بھی قائم ہوگی اور پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس بات پہ خوش ہوگا اور آپ لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشی کی وجہ سے انشاءاللہ اور بہتر انسان بن سکیں گے۔

پھر ایک اہم بات یہ ہے کہ اطفال الاحمدیہ کی عمر سات سال سے لے کے پندرہ سال کی عمر ہے۔سات سال کی عمر سے لے کے دس سال کی عمر تک بچے کو نماز پڑھنے کا حکم ہے۔اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔اور بچوں کو خود عادت ہونی چاہئے کہ ہم نے نمازیں پڑھنی ہیں اور پھر یہاں تک حکم ہے کہ دس سال کے بعد تھوڑی سی سختی بھی کرو تو دس سال، بارہ سال کی عمر میں اگر ماں باپ آپ کو کہتے ہیں کہ بچے نماز پڑھو اور سختی بھی کرتے ہیں تو آپ لوگوں کو برا نہیں ماننا چاہئے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔اسی عمر میں اگر نمازوں کی عادت پڑ گئی تو آئندہ ہمیشہ نمازوں کی عادت پکی رہے گی۔آپ دیکھ لیں کہ جتنے نمازیں پڑھنے والے لوگ ہیں،جن کو پانچ وقت نماز پڑھنے کی عادت ہے ان میں سے اکثریت وہی ہیں جن کو بچپن میں نمازیں پڑھنے کا شوق تھا۔جو بچپن میں اچھے ماحول میں رہے اور جب جوانی میں قدم رکھا تب بھی اچھے ماحول میں قدم رکھا ۔

بعض لوگ بچپن میں جیسا کہ میں نے کہا اچھے ماحول میں ہوتے ہیں۔جماعت کی خدمت بھی کرتے ہیں۔اطفال الاحمدیہ کے اجلاسوں میں بھی آتے ہیں۔ مسجد میں بھی آتے ہیں لیکن جہاں چودہ پندرہ سال کے ہوتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ ہم آزاد ہو گئے۔لیکن اکثریت ایسی ہے جن کو نمازیں پڑھنے کی عادت ہوتی ہے۔وہ پھر ہمیشہ چلتی ہے اور جو بچپن میں توجہ نہیں دیتے وہ بڑے ہو کے بھی توجہ نہیں دیتے اور نماز جو ہے ایک مسلمان پر فرض ہے اور مردوں پر تو مسجد میں جا کر پڑھنا بہت زیادہ فرض ہے۔پس اطفال الاحمدیہ کو جو دس بارہ سال کی عمر کے ہیں یا اس سے اوپر،انکو تو جہاں تک ہو سکے اپنے والدین کے ساتھ اپنے نماز سنٹر میں جا کے نمازیں پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر ایک بہت اہم چیز یہ ہے کہ قرآن کریم پڑھنا۔ بہت سارے بچے خواہش کرتے ہیں اور میرے سے آمین بھی کروا لیتے ہیں۔چھ سات آٹھ سال نو سال کی عمر تک آمین ہو جاتی ہے بلکہ بعض پانچ سال کی عمر میں قرآن شریف پڑھ لیتے ہیں لیکن یہاں کچھ والدین بھی بیٹھے ہیں میں ان سے بھی کہوں گا کہ وہ

Near Railway Gate, Soro, Balasore-45, ODISHA
Prop. : Sk. Ishaque, Con. No. 7873776617, 9778116653, 9937080096

Zaid Auto Repair
زیدآٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی،افراد خاندان ومرحومین

اس کے بعد بچوں کو قرآن شریف پڑھانے پہ توجہ نہیں دیتے ۔ تو والدین بھی توجہ دیں اور جو بچے دس گیارہ سال کی عمر میں ہیں بلکہ نو سال کی عمر کے بھی ، جب قرآن شریف ختم کرلیا ہے تو خود بھی روزانہ چاہے آدھا رکوع ہی پڑھیں، قرآن کریم پڑھنے کی عادت ڈالیں۔قرآن کریم پڑھنے کی عادت ہوگی تو پھر آہستہ آہستہ اس کو سمجھنے کی بھی آپ کو عادت پڑے گی۔اور جب وہ قرآن شریف کو سمجھیں گے تو پھر آپ کو پتا لگے گا کہ ایک احمدی مسلمان بچے کی کیا ذمہ داریاں ہیں جن کو اس نے ادا کرنا ہے تاکہ پھر وہ دین کی بھی صحیح طرح خدمت کر سکے اور معاشرے کے حق بھی ادا کر سکے اور اللہ تعالیٰ کے حق بھی ادا کر سکے، اپنی حکومت کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے بڑوں کے حق بھی ادا کر سکے، اپنے ساتھیوں کے حق بھی ادا کر سکے۔پس یہ قرآن کریم پڑھنا بہت ضروری ہے اور جو تیرہ چودہ سال کے بچے ہیں ان کو کوشش کرنی چاہئے کہ ترجمے سے قرآن کریم پڑھنا شروع کر دیں۔ابھی سے ہی یہ بات آپ میں پیدا ہو جائے گی تو انشاء اللہ تعالیٰ آپ بڑے ہو کر وہ انسان بن سکیں گے جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ ان میں ایسی صلاحیتیں پیدا ہو گئی ہیں کہ یہ اب انشاء اللہ تعالیٰ جماعت کی ترقی میں اہم کردار ادا کرنے والے ہیں اور اس ترقی کا حصہ بنیں گے جو اللہ تعالیٰ نے جماعت کیلئے مقدّر کی ہے۔پس آپ لوگ ہمیشہ ان باتوں کو یاد رکھیں۔نمازوں کی طرف توجہ دیں۔اپنے اخلاق کی طرف توجہ دیں۔قرآن کریم پڑھنے کی طرف توجہ دیں۔اپنی اسکول کی پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔بڑوں کے ادب کی طرف توجہ دیں۔اور آپس میں بچے بھی ایک دوسرے سے پیار اور محبت سے رہنا سیکھیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔اب دعا کر لیں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 9؍مارچ 2012)

......☆......☆......☆......

ملکی رپورٹ

وشاکھاپٹنم میں تربیتی اجلاسات کا انعقاد

مورخہ 24 جنوری 2021 کو وشاکھاپٹنم میں زیر صدارت مکرم شریف احمد صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ وشاکھاپٹنم ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔تلاوت قرآن مجید عزیزم ساجد احمد نے کی۔نظم مکرم چاند صاحب نے پڑھی۔بعدہ خاکسار نے ''ہستی باری تعالیٰ قبولیت دعا کے آئینہ میں'' کے موضوع پر تقریر کی۔بعد ازاں مکرم نصیر احمد خان صاحب نے تقریر کی۔صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔مورخہ 31 جنوری 2021 کو بعد نماز ظہر نماز سینٹر وشاکھاپٹنم میں نماز کی اہمیت کے موضوع پر ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا جسکی صدارت خاکسار نے کی۔تلاوت قرآن مجید عزیزم شیخ مظفر احمد نے کی۔نظم عزیزہ ریشمہ نے پڑھی۔بعدہ خاکسار نے نماز باجماعت کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔بعد ازاں نماز کے متعلق سوال و جواب کا سلسلہ جاری رہا جس کے بعد دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔مورخہ 9 فروری 2021 کو بمقام علی پورم، وشاکھاپٹنم میں مکرم شیخ درگاہ صاحب صدر جماعت وشاکھاپٹنم کی زیر صدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔تلاوت قرآن کریم مکرم شیخ غالب نواز صاحب نے کی۔بعدہ خاکسار نے بعنوان انسان کی پیدائش کی غرض و غایت تقریر کی۔صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(نور الحق خان، مبلغ سلسلہ وشاکھاپٹنم)

جماعت احمدیہ حیدرآباد کی تربیتی و تبلیغی مساعی

مورخہ 20 جنوری 2021 کو ایک شیعہ عالم اپنے ایک دوست کے ہمراہ احمدیہ مسجد جوبلی ہال میں تشریف لائے جن سے دو گھنٹہ سے زائد عرصہ تبلیغی گفتگو ہوئی۔انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب آئینہ کمالات اسلام دی گئی۔دوران ماہ افراد جماعت کو بذریعہ واٹس ایپ جماعتی کتب سے مختلف تربیتی اقتباسات بھجوائے گئے جن سے احباب جماعت نے استفادہ کیا۔مورخہ 31 جنوری 2021 کو ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند کی زیر صدارت ایک آن لائن تبلیغی و تربیتی میٹنگ منعقد کی گئی جس میں ایڈیشنل ناظر اعلیٰ صاحب نے خدا تعالیٰ سے محبت کے موضوع پر خطاب کیا۔پانچ صد سے زائد افراد نے اس پروگرام کو سنا۔اللہ تعالیٰ اس کے بہتر نتائج ظاہر فرمائے۔آمین۔

(محمد کلیم خان، مبلغ انچارج ضلع حیدرآباد)

تربیتی اجلاس لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ صوبہ گجرات

مورخہ 3 جنوری 2021 بروز اتوار شام ساڑھے تین بجے مکرمہ عارفہ بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ احمد آباد کی زیر صدارت ایک تربیتی جلسہ منعقد کیا گیا۔تلاوت قرآن مجید مکرمہ ثنا الفینا منصوری صاحبہ نے کی۔عہد لجنہ اماء اللہ کے بعد مکرمہ بشریٰ منصوری صاحبہ نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔پہلی تقریر مکرمہ شمع افروز صاحبہ نے ''اسلام میں عورت کا مقام'' کے موضوع پر کی۔بعدہ عزیزہ مصباح منصوری نے ایک نظم پڑھی۔دوسری تقریر مکرمہ فائزہ کلیم صاحبہ نے حالات حاضرہ کے موضوع پر کی۔عزیزہ عافیہ وسیم نے ایک نظم پڑھی۔تیسری تقریر مکرمہ حمیدہ بانو صاحبہ نے کی۔صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سید عبدالہادی کاشف، مربی سلسلہ احمد آباد گجرات)

126 واں جلسہ سالانہ قادیان

24، 25 اور 26؍دسمبر 2021ء کو منعقد ہوگا، انشاء اللہ!

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 126ویں جلسہ سالانہ قادیان کیلئے مورخہ 24، 25 اور 26؍دسمبر 2021ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعاؤں کی درخواست ہے۔جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

اعلان نتیجہ انعامی مقالہ نویسی نظارت تعلیم قادیان

نظارت تعلیم قادیان کی جانب سے سال 2020-2021 کیلئے درج ذیل عنوان انعامی مقالہ کیلئے دیا گیا تھا: ''مذہبی ہم آہنگی عالمی امن کی کلید ہے''

اس مقالہ میں اوّل، دوم، سوم پوزیشن حاصل کرنے والے افراد جماعت کے اسماء درج ذیل ہیں:

پوزیشن	اسماء مقالہ نگار (جماعت)	رقم
اوّل	مکرم ڈاکٹر ندیم مبارک صاحب (خانپورہ، کشمیر)	5000
دوم	مکرمہ آصفہ بیگم ایس صاحبہ (قادیان)	4000
سوم	مکرمہ Faqiha Shahid صاحبہ (قادیان)	3000
سوم	مکرمہ آصفہ عرفان صاحبہ (سکندر آباد)	3000

(قائمقام ناظر تعلیم قادیان)

ضروری اعلان برائے داخلہ دار الصناعت قادیان

Ahmadiyya Vocational (Technical) Training Centre

تمام احمدی نوجوانوں کی آگاہی کے لیے اعلان ہے کہ ادارہ دار الصناعت قادیان میں داخلہ شروع ہو گیا ہے۔ادارہ میں الیکٹریشن ؍پلمبنگ ؍ویلڈنگ ؍ڈیزل مکینک ؍موٹر وہیکل مکینک ؍AC&Refrigerator اور کمپیوٹر کے ایک سال کے کورس کروائے جاتے ہیں اور حکومت کے ادارہ NSIC کا Certificate دیا جاتا ہے۔ہنر سیکھنے کے خواہشمند نوجوانوں کے لیے بہترین موقع ہے۔جو نوجوان اپنے اسکول کی تعلیم مکمل نہیں کر سکے، ان کورسز میں داخلہ لے کر بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔بیرون قادیان کے احمدی نوجوانوں کے لیے جماعت کے زیر انتظام ہاسٹل اور کھانے کا بھی انتظام ہے۔ہاسٹل و کھانے کے اخراجات کی کوئی فیس نہیں لی جاتی ہے۔خواہشمند نوجوان فوری مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کریں۔

8077546198-9872725895-9872923363

(پرنسپل دار الصناعت قادیان)

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

طالب دعا:
شیخ سلطان احمد
ایسٹ گوداوری
(آندھراپردیس)

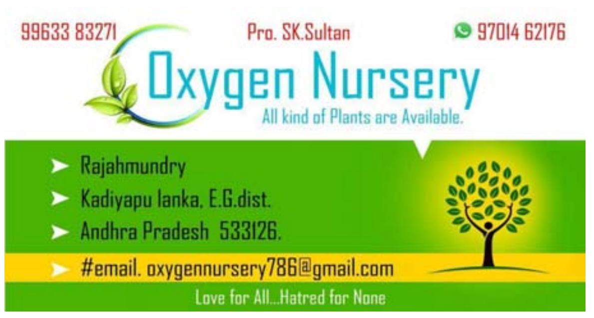

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18؍دسمبر 2020 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آخری بیماری میں کیا خدمت بجالانے کی توفیق ملی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ کو نبی کریمؐ کی آخری بیماری میں آپ کو اپنے کندھوں کا سہارا دینے کی توفیق ملی۔

سوال: حضرت عباس بن عبدالمطلب نے حضرت علیؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے متعلق کیا کہا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عباس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا اللہ کی قسم! تم تین دن کے بعد کسی اَور کے ماتحت ہو جاؤ گے کیونکہ بخدا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہؐ اپنی اس بیماری میں جلد فوت ہو جائیں گے کیونکہ موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔

سوال: کن صحابہؓ کرام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل دینے کی سعادت حاصل ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ کو حضرت علیؓ، حضرت فضلؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ نے غسل دیا اور انہی افراد نے آپؐ کو قبر میں اتارا۔

سوال: حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کب کی تھی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: عام بیعت کے بعد حضرت ابوبکرؓ منبر پر چڑھے تو حضرت علیؓ کو نہ پایا۔ آپؓ نے انکے بارے میں پوچھا۔ کچھ لوگ حضرت علیؓ کو لے آئے۔ آپ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہؐ کے چچا کے بیٹے اور آپؐ کے داماد! کیا تم مسلمانوں کی طاقت کو توڑنا چاہتے ہو؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا: اے رسول اللہؐ کے خلیفہ! گرفت نہ کیجیے۔ پھر انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کی بیعت کرلی۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت علیؓ کی حضرت ابوبکرؓ سے بیعت کے متعلق کیا فرمایا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے اول اول حضرت ابوبکرؓ کی بیعت سے بھی تخلف کیا تھا مگر پھر گھر جا کر خدا جانے کیا خیال آیا کہ پگڑی بھی نہ باندھی اور فوراً ٹوپی سے ہی بیعت کرنے کو آگئے اور پگڑی پیچھے منگوائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دل میں خیال آ گیا ہوگا کہ یہ تو بڑی معصیت ہے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے کس غرض کے لیے اسامہ بن زید کی سرکردگی میں لشکر روانہ فرمایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب رسول کریمؐ کی وفات ہوئی تو عرب کے بہت سے قبائل مرتد ہو گئے اور مدینہ میں بھی منافقین نے سر اٹھایا اور بنو حَنِیفہ اور یَمامہ کے بہت زیادہ لوگ مسیلمہ کذاب کے ساتھ مل گئے۔ ایسے میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت اسامہؓ کے لشکر کو روانہ کیا۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے کن کن صحابہؓ کو مدینہ کی حفاظت کا نگران بنایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اسامہ کے لشکر کے روانہ کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مدینہ میں داخل ہونے والے مختلف راستوں پر پہرے دار مقرر کر دیے۔ ان پہرہ داروں کے نگرانوں میں سے حضرت علی بن ابی طالبؓ، زبیر بن عوامؓ، طلحہ بن عبیداللہؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔

سوال: حضرت عمرؓ نے کن حالات میں حضرت علیؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر فرمایا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ واقعہ ِجسر کے موقع پر جب مسلمانوں کو ایرانی فوجوں کے مقابلہ پر ایک قسم کی زک اٹھانی پڑی تو حضرت عمرؓ نے لوگوں کے مشورہ سے ارادہ کیا کہ آپ خود اسلامی فوج کے ساتھ ایران کی سرحد پر تشریف لے جائیں تو اس وقت بھی آپؓ نے اپنے پیچھے حضرت علیؓ کو مدینہ کا گورنر مقرر کیا۔

سوال: جنگ جسر میں مسلمانوں کے ساتھ کیا ہولناک واقعہ پیش آیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگ جسر میں ایرانی سپہ سالار نے دریا پار اپنے مورچے بنائے اور اسلامی لشکر کا انتظار کیا۔ اسلامی لشکر نے جوش میں بڑھ کر ان پر حملہ کیا اور دھکیلتے ہوئے آگے نکل گئے مگر یہ ایرانی کمانڈر کی چال تھی۔ اس نے ایک فوج ایک سائیڈ سے بھیج کر پل پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ مسلمان پیچھے لوٹے مگر دیکھا کہ پل پر دشمن کا قبضہ ہے۔ گھبرا کر دوسری طرف ہوئے تو دشمن نے شدید حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد دریا میں کودنے پر مجبور ہوگئی اور ہلاک بھی ہوگئی۔

سوال: جنگ جسر میں جب مسلمانوں کو شدید نقصان ہوا تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو کیا مشورہ دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عمرؓ مسلمانوں کی مدد کے لیے خود کمانڈر بن کر جانا چاہتے تھے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدانخواستہ آپؓ کام آ گئے تو مسلمان تتر بتر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا۔ اس لئے کسی اور کو بھیجنا چاہئے آپ خود تشریف نہ لے جائیں۔

سوال: حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں حضرت علیؓ نے آپؓ کو کیا مخلصانہ مشورہ دیا تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ ملک میں موجودہ شورش اور ہنگامے کی حقیقی وجہ کیا ہے؟ حضرت علی نے کہا کہ عمرؓ نے اپنے دور میں سب امور کی تکمیل اپنے ہاتھ میں لے رکھی تھی اور گرفت ایسی سخت تھی کہ عرب کا سرکش سے سرکش اونٹ بھی بلبلا اٹھتا۔ برخلاف اس کے آپؓ ضرورت سے زیادہ نرم ہیں۔ آپ کے عُمّال اس نرمی سے فائدہ اٹھا کر من مانی کارروائیاں کرتے ہیں۔ رعایا سمجھتی ہے کہ یہ سب دربار خلافت کے احکام کی تکمیل ہے۔ اس طرح تمام بے اعتدالیوں کا ہدف آپ کو بننا پڑتا ہے۔

سوال: جب مخالفین نے حضرت علیؓ کے گھر کا محاصرہ کرکے آپ کا پانی بند کر دیا تو حضرت علیؓ نے کس طرح آپؓ تک پانی پہنچایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کا پانی بند کر دیا۔ آپؓ نے اوپر سے جھانک کر دیکھا اور کہا کہ کیا تم میں سے کوئی ہے جو علیؓ سے جا کر کہے کہ وہ ہمیں پانی پلائیں۔ حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ہوئی تو انہوں نے پانی کی بھری ہوئی تین مشکیں آپ کے گھر روانہ کیں۔ ان مشکوں کو پہنچانے کی کوشش میں بَنُو ہاشم اور بَنُو اُمَیَّہ کے کئی غلام زخمی ہوئے تاہم پانی حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچ گیا۔

سوال: جب حضرت علیؓ کو حضرت عثمان کے قتل کے منصوبے کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کِیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے اپنے صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے فرمایا، اپنی تلواریں لے کر جاؤ اور حضرت عثمانؓ کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور خبردار کوئی بلوائی آپؓ تک پہنچنے نہ پائے۔

سوال: حضرت عثمان کی شہادت کس طرح ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: باغیوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر کے دروازے پر تیراندازی شروع کر دی جس سے حضرت حسنؓ اور محمد بن طلحہ لہولہان ہو گئے۔ اسی اثنا میں محمد بن ابوبکر دو ساتھیوں سمیت ایک انصاری کے گھر کی طرف سے چھپ کر حضرت عثمانؓ کے گھر میں کودے اور آپؓ کو شہید کر دیا۔

سوال: حضرت علیؓ نے جب حضرت عثمانؓ سے مخالفین سے جنگ کی اجازت مانگی تو حضرت عثمانؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جب حضرت علیؓ نے حضرت عثمان سے باغیوں سے جنگ کی اجازت چاہی تو حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہر اس شخص کو جو اللہ کو حق سمجھتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ میرا اس پر حق ہے میں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ وہ میری خاطر نہ کسی کا سینگی برابر خون بہائے اور نہ میری خاطر اپنا خون بہائے۔

سوال: مدینہ کا محاصرہ کرنے والوں نے جب حضرت علیؓ سے خلافت کا عہدہ قبول کرنے کے لیے کہا تو حضرت علیؓ نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت علیؓ نے ان لوگوں کو بہت سختی سے دھتکار دیا اور فرمایا کہ سب نیک لوگ جانتے ہیں کہ رسول کریمؐ نے پیشگوئی کے طور پر ذُو الْمَرْوَہ اور ذُو خُشُب (جہاں ان لوگوں کا ڈیرہ تھا) پر ڈیرہ لگانے والے لشکروں کا ذکر فرما کر ان پر لعنت فرمائی تھی۔ پس خدا تمہارا برا کرے تم واپس چلے جاؤ۔

سوال: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد باغیوں نے کیا چال چلی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد ایک دو دن تو خوب لوٹ مار کا بازار گرم رہا لیکن جب جوش ٹھنڈا ہوا تو ان باغیوں کو اپنے انجام کا فکر ہوا کہ اب کیا ہوگا۔ چنانچہ بعض حضرت معاویہؓ کے پاس شام پہنچ گئے اور ان کو حضرت عثمان کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے آمادہ کرنے لگے۔ کچھ مکہ کے راستے میں حضرت زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ سے جا ملے اور کہا کہ کس قدر ظلم ہے کہ خلیفہ اسلام شہید کیا جائے اور مسلمان خاموش رہیں۔ کچھ بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اس وقت اسلامی حکومت کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے آپؓ بیعت لیں تا لوگوں کا خوف دور ہو اور امن وامان قائم ہو۔

سوال: حضرت علیؓ کی بیعت کس طرح ہوئی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جو صحابہ مدینہ میں موجود تھے انہوں نے بالاتفاق یہ مشورہ دیا کہ اس وقت یہی مناسب ہے کہ آپؓ اس بوجھ کو اپنے سر پر رکھیں کہ آپؓ کا یہ کام موجب ثواب و رضائے الٰہی ہوگا۔ جب چاروں طرف سے آپؓ کو مجبور کیا گیا تو کئی دفعہ انکار کرنے کے بعد آپؓ نے مجبوراً اس کام کو اپنے ذمہ لیا اور بیعت لی۔☆

عبادات اور دعاؤں کی اہمیت کے بارہ میں پُرمعارف اور ایمان افروز خطبہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 28؍نومبر 2003 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ جمعہ کے آغاز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کون سی آیت کریمہ تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے سورہ النمل کی آیت کریمہ اَمَّنۡ یُّجِیۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَیَجۡعَلُکُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ ؕ ءَ اِلٰہٌ مَّعَ اللّٰہِ ؕ قَلِیۡلًا مَّا تَذَکَّرُوۡنَ (آیت 63) تلاوت فرمائی۔

سوال: حضور انور نے اس آیت کریمہ کا کیا ترجمہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس آیت کا ترجمہ یہ ہے: یا (پھر) وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کا وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

سوال: حضور انور نے رمضان کی برکتوں کے حصول کے لیے کیا دعا کی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: رمضان آیا اور انتہائی تیزی سے اپنی برکتیں چھوڑتا ہوا چلا گیا۔ اللہ کرے کہ یہ برکتیں اب ہم سمیٹے رکھیں ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنی برکتوں سے ہمیں اپنے برتن بھرنے کی توفیق دی ہے اب ہماری کسی لاپرواہی کی وجہ سے، ہماری کسی کمزوری کی وجہ سے یا ہمارے کسی تکبر کی وجہ سے ہمارے یہ برتن خالی نہ ہو جائیں۔

سوال: حضور انور نے احباب جماعت کو کس بات کی طرف توجہ دلائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: مَیں احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ جس طرح رمضان میں اللہ تعالیٰ کے حضور جھک کر ہم سب نے مل کر آہ وزاری کی ہے اسی طرح اب بھی اسی ذوق اور اسی شوق کے ساتھ اس کے حضور جھکے رہیں، اور ہمیشہ جھکے رہیں۔ اس کا فضل اور رحم مانگتے ہوئے، ہمیشہ اسی کی طرف جھکیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کو ماننے والوں کا ہتھیار ہی یہ دعا ہے، اس کے بغیر ہمارا گزارا ہو ہی نہیں سکتا۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ماننے والوں کو تلوار کے جہاد کے متعلق کیا حکم دیا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ کو صرف دعا ہی کا ہتھیار دیا ہے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں تلوار کا، توپ کا یا اور کسی قسم کے ہتھیار کا جہاد قطعاً منع ہے اور یہ کوئی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ یہ سب کچھ آنحضرتؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔

سوال: حضور انور نے فتح کے حصول کا کیا ذریعہ بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اب اس زمانہ میں اگر فتح ملنی ہے، اسلام کا غلبہ ہونا ہے تو دلائل کے ساتھ ساتھ صرف دعا سے ہی یہ سب کچھ ملنا ہے۔ اور یہ وہ ہتھیار ہے جو اس زمانہ میں سوائے جماعت احمدیہ کے نہ کسی مذہب کے پاس ہے، نہ کسی فرقے کے پاس ہے۔

سوال: حضور انور نے اللہ تعالیٰ کی کیا اعلیٰ و ارفع شان بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارا خدا تو وہ خدا ہے جو صمد

ہے، بہت اونچی شان والا ہے، بہت طاقتوں کا مالک خدا ہے، وہ مضبوط سہارا ہے جس کے ساتھ جب کوئی چمٹ جائے تو وہ اس کی پناہ بن جاتا ہے۔ وہ ایسا سہارا ہے جو اپنے ساتھ چمٹانے کے لئے ہمیں محفوظ کرنے کے لئے ہمیں آوازیں دے رہا ہے کہ میرے بندو خالص ہو کر میرے پاس آؤ، میری پناہ گاہ میں پناہ لو، دشمن تمہارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

سوال خداتعالیٰ نے اپنی شناخت کی کیا نشانی بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں ایک جگہ پر اپنی شناخت کی یہ علامت ٹھہرائی ہے کہ تمہارا خدا وہ خدا ہے جو بیقراروں کی دعا سنتا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے أَمَّنْ يُّجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ... دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔

سوال قرآن مجید کی رو سے مُضطر سے کون لوگ مراد ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کلام الٰہی میں لفظ مُضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہیں جو محض ابتلا کے طور پر ضرر یافتہ ہوں، نہ سزا کے طور پر۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے تختہ مشق ہوں، وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔

سوال قبولیت دعا کے لیے کیا شرط ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے جب تک کثرت سے اور بار بار اضطراب سے دعا نہیں کی جاتی وہ پرواہ نہیں کرتا۔ دعا میں بھی جب تک سچی تڑپ اور حالت اضطراب پیدا نہ ہو تب تک وہ بالکل بے اثر اور بیہودہ کام ہے۔ قبولیت کے واسطے اضطراب شرط ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ دل میں درد ہو۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال کس سے دی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ نیز فرمایا وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شیطان سے نجات پانے کا کیا طریق بیان فرمایا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حدیث میں آتا ہے کہ آپؐ نے فرمایا مَیں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو زیادہ یاد کرو اور ذکر کی مثال ایسی سمجھو کہ جیسے کسی آدمی کا اس کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ پیچھا کرتے رہے ہوں یہاں تک کہ اس آدمی نے بھاگ کر ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی اور دشمنوں کے ہاتھ میں لگنے سے بچ گیا۔ اسی طرح بندہ شیطان سے نجات نہیں پا سکتا مگر اللہ کی یاد کے سہارے۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بندوں پر اللہ تعالیٰ کی شفقت کا کن محبت بھرے الفاظ میں تذکرہ فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص کوئی نیکی کرتا ہے اس کو دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب مَیں دوں گا۔ اگر وہ برائی کرتا ہے تو اس کو اس برائی کے برابر سزا دوں گا یا اسے بخش دوں گا اور جو شخص ایک بالشت میرے قریب ہوتا ہے مَیں ایک گز اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو ایک گز میرے قریب ہوتا ہے مَیں دو گز اس کے قریب ہوتا ہوں۔ اور جو میرے پاس چلتے ہوئے آتا ہے تو مَیں اس کے پاس دوڑتے ہوئے جاتا ہوں۔ اگر کوئی شخص دنیا بھر کے گناہ لے کر میرے پاس آئے بشرطیکہ اس نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا ہو تو مَیں اس کے ساتھ اتنی ہی بڑی مغفرت اور بخشش سے پیش آؤں گا اور اسے معاف کر دوں گا۔

سوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رات کے کس حصے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کی تلقین فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: رسول اللہؐ نے فرمایا کہ (ہمارا) ربّ رات کے درمیانی حصے میں بندے کے سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ پس اگر تم سے ہو سکے تو اس گھڑی تو اللہ کا ذکر کرنے والوں میں سے بن جائے تو ضرور بن۔

سوال آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ سے کیا مانگنے کی تلقین فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت عبد اللہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس سے مانگا جائے اور بہترین عبادت کشائش کا انتظار کرنا ہے۔

سوال آنحضرتؐ نے دعا کی کیا افادیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا ایسی مصیبت سے بچانے کے لئے بھی فائدہ دیتی ہے جو نازل ہو چکی ہو اور ایسی مصیبت کے بارہ میں بھی جو ابھی نازل نہ ہوئی ہو۔ پس اے اللہ کے بندو! دعا کو اپنے اوپر لازم کر لو۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی فرضیت کے کتنے اسباب بیان فرمائے ہیں؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: دعا...... کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تا ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر توحید پر پختگی حاصل ہو۔ دوسرے یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرے یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الٰہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور رؤیا کے ساتھ وعدہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الٰہی ترقی کرے اور ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا ثمرہ ہے۔

سوال حضرت مسیح موعودؑ نے دعا کی کیا افادیت بیان فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: دعا ایک ایسی شے ہے جو عبودیت اور ربوبیت میں ایک رشتہ پیدا کرتی ہے...... جب انسان خدا تعالیٰ سے متواتر دعائیں مانگتا ہے تو وہ اور ہی انسان ہو جاتا ہے۔ اس کی روحانی کدورتیں دور ہو کر اس کو ایک قسم کی راحت اور سرور ملتا ہے اور ہر قسم کے تعصب اور ریاکاری سے الگ ہو کر وہ تمام مشکلات کو جو اس کی راہ میں پیدا ہوں برداشت کر لیتا ہے۔ تب خدا تعالیٰ جو رحمٰن اور رحیم خدا ہے اور سراسر رحمت ہے اس پر نظر کرتا ہے اور اس کی ساری کلفتوں اور کدورتوں کو سرور سے بدل دیتا ہے۔

سوال بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ کو پکارتے ہیں لیکن وہ جواب نہیں دیتا انہیں حضرت مسیح موعودؑ نے کیا نصیحت فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اگر یہ کہو کہ ہم پکارتے ہیں پر وہ جواب نہیں دیتا تو دیکھو کہ تم ایک جگہ کھڑے ہو کر ایک ایسے شخص کو جو تم سے بہت دور ہے پکارتے ہو اور تمہارے اپنے کانوں میں کچھ نقص ہے۔ وہ شخص تو تمہاری آواز کو سن کر تم کو جواب دے گا۔ مگر جب وہ دُور سے جواب دے گا تو تم بباعث بہرہ پن کے سن نہ سکو گے۔ پس جوں جوں تمہارے درمیانی پردے اور حجاب اور دُوری دُور ہوتی جائے گی تم ضرور اس آواز کو سنو گے۔

☆......☆......☆

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

بھی واقع ہو گیا ہے اس نے مفتریات کی پیروی کی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر جھوٹوں کی بات کو ترجیح دی ہے۔ اور خبردار ہو مَیں گواہوں کے روبرو کہتا ہوں کہ جو شخص اس نشان کا انکار کرے تو اس کے پاس کوئی دلیل نہیں اور محض ظلم سے بات کرتا ہے اور ہمارے پاس ہر زمانہ کی گواہی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ اور جو عذر کئے گئے ہیں وہ مردود ہیں۔ (نور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 253)

مولویوں کو چاہئے تھا کہ اس کی کوئی نظیر پیش کرتے

جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی کے لئے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ اس کے دعویٰ کے وقت میں خسوف کسوف رمضان میں ان تاریخوں میں ہوا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا اس غرض سے نہیں تھا کہ وہ خسوف کسوف قانون قدرت کے برخلاف ظہور میں آئے گا اور نہ حدیث میں کوئی ایسا لفظ ہے بلکہ صرف یہ مطلب تھا کہ اس مہدی سے پہلے کسی مدعی صادق یا کاذب کو یہ اتفاق نہیں ہوا ہوگا کہ اس نے مہدویت یا رسالت کا دعویٰ کیا ہو اور اس کے وقت میں ان تاریخوں میں رمضان میں خسوف کسوف ہوا ہو۔ پس ان مولویوں کو چاہئے تھا کہ اگر اس پیشگوئی کی صحت میں شک تھا تو ایسی کوئی نظیر سابق زمانہ میں سے بحوالہ کسی کتاب کے پیش کرتے جس میں لکھا ہوتا کہ پہلے ایسا دعویٰ ہو چکا ہے اور اس کے وقت میں ایسا خسوف کسوف بھی ہو چکا ہے مگر اس طرف تو انہوں نے رخ بھی نہیں کیا۔ (ضمیمہ رسالہ انجام آتھم رُوحانی خزائن جلد 11 صفحہ 330)

صفحہ تاریخ میں اس کی کوئی نظیر پیش کرو اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے

اور یہ کہنا کہ سُنّت اللہ کے موافق کسوف خسوف ہونا کوئی خارق عادت امر نہیں یہ دوسری حماقت ہے۔ اصل غرض اِس پیشگوئی سے یہ نہیں ہے کہ کسی خارق عادت عجوبہ کا وعدہ کیا جائے بلکہ غرض اصلی ایک علامت کو بیان کرنا ہے جس میں دوسرا شریک نہ ہو۔

پس حدیث میں یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ جب وہ سچا مہدی دعویٰ کرے گا تو اُس زمانہ میں قمر رمضان کے مہینہ میں اپنے خسوف کی پہلی رات میں مُنْخَسِف ہوگا اور ایسا واقعہ پہلے کبھی پیش نہ آیا ہوگا اور کسی جھوٹے مہدی کے وقت رمضان کے مہینہ میں اور ان تاریخوں میں کبھی خسوف کسوف نہیں ہوا اور اگر ہوا ہے تو اس کو پیش کرو ورنہ جبکہ یہ صورت اپنی ہیئت مجموعی کے لحاظ سے خود خارق عادت ہے تو کیا حاجت کہ سنّت اللہ کے برخلاف کوئی اور معنے کئے جائیں۔ غرض تو ایک علامت کا بتلانا تھا سو وہ متحقق ہو گئی اگر متحقق نہیں تو اِس واقعہ کی صفحۂ تاریخ میں کوئی نظیر تو پیش کرو اور یاد رہے کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے۔

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح جلد 19 صفحہ 141)

ایک ہزار روپے کا پُرشوکت انعامی چیلنج اگر کوئی ثابت کر دے کہ یہ نشان کسی اَور دعویدارِ رسالت یا نبوت کے لئے بھی کبھی ظاہر ہوا ہے

خبردار تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کو تو جھٹلایا اور تکذیب بھی کی مگر اس نشان کی نظیر پیش نہ کر سکے۔ بعض تم میں سے وہ ہیں جنہوں نے غور کرنے کے بعد تصدیق کی۔ پس اَے جلد بازو سوچو اور غور کرو کہ ان دونوں گروہوں میں سے قریب تر با امن کونسا گروہ ہے۔ کیا تم ڈرتے نہیں کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو جھٹلایا حالانکہ اس کا صدق چاشت گاہ کے آفتاب کی طرح ظاہر ہو گیا۔ کیا تم اس کی نظیر پہلے زمانوں میں سے کسی زمانہ میں پیش کر سکتے ہو۔ کیا تم کسی کتاب میں پڑھتے ہو کہ کسی شخص نے دعویٰ کیا کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں اور پھر اس کے زمانہ میں رمضان میں چاند اور سورج کا گرہن ہوا جیسا کہ اب تم نے دیکھا۔ پس اگر پہچانتے ہو تو بیان کرو اور تمہیں ہزار روپیہ انعام ملے گا اگر ایسا کر دکھاؤ۔ پس ثابت کرو اور یہ انعام لے لو۔ اور مَیں خدا تعالیٰ کو اپنے اس عہد پر گواہ ٹھہراتا ہوں اور تم بھی گواہ رہو اور خدا سب گواہوں سے بہتر ہے۔ اور اگر تم ثابت نہ کر سکو اور ہرگز ثابت نہ کر سکو گے تو اُس آگ سے ڈرو جو مفسدوں کیلئے طیار کی گئی ہے۔ (نور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 211)

خدا تعالیٰ کے نشانوں سے رُوگردانی مت کرو

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

اَے لوگو تم قبول کرو یا نہ کرو بے شک نشان ظاہر ہو گیا اور حجت پوری ہو گئی اور تمہیں طاقت نہیں کہ اس کسوف خسوف کی کوئی اور نظیر پیش کر سکو۔ پس خدا تعالیٰ کے نشانوں سے روگردانی مت کرو۔

(نور الحق حصہ دوم رُوحانی خزائن جلد 8 صفحہ 255)

آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ ہم سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور انعامی چیلنج قارئین کی خدمت میں پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 10241: مَیں بشریٰ شاکر بنت مکرم شاکر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاکر احمد — الامۃ: بشریٰ شاکر — گواہ: حافظ شریف الحسن

مسل نمبر 10242: مَیں آسیہ بیگم زوجہ مکرم طاہر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 28 سال تاریخ بیعت 2005، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/5,511 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی ناک کی کیل (3 عدد) وزن 0.300 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی ایک پازیب 70 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: طاہر احمد — الامۃ: آسیہ بیگم — گواہ: حافظ شریف الحسن

مسل نمبر 10243: مَیں درودن شاکر زوجہ مکرم شاکر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 41 سال تاریخ بیعت 1998، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/1200 روپئے بذمہ خاوند، طلائی زیور: ایک جوڑی بالیاں 4 گرام 22 کیریٹ، زیور نقرئی: ایک چین، ایک جوڑی پازیب 30 گرام۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شاکر احمد — الامۃ: درودن شاکر — گواہ: حافظ شریف الحسن

مسل نمبر 10244: مَیں طاہر احمد ولد مکرم رشید احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 38 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی مکان 2.75 مرلہ زمین شاملاٹ پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ شریف الحسن — العبد: طاہر احمد — گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 10245: مَیں راحت انوار زوجہ مکرم انوار احمد عادل صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 39 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/30,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: ایک سیٹ 30 گرام، بالیاں 2 جوڑی 8 گرام، انگوٹھیاں 4 عدد 6 گرام (تمام زیورات 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پازیب 1 جوڑی 10 گرام، پازیب 2 جوڑی 50 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: انوار احمد عادل — الامۃ: راحت انوار — گواہ: حافظ شریف الحسن

مسل نمبر 10246: مَیں سیما بیگم زوجہ مکرم عبد الحق صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/25,000 روپئے بذمہ خاوند، زیور طلائی: 1 جوڑی ٹاپس، 1 چین، 1 انگوٹھی (کل وزن 10 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی 30 گرام۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد الحق — الامۃ: سیما بیگم — گواہ: حافظ شریف الحسن

مسل نمبر 10247: مَیں عصمت اللہ ملا ولد مکرم تاج محمد ملا صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 36 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دار الانوار شمالی ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13؍جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زمین 10 مرلہ۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد انور احمد — العبد: عصمت اللہ ملا — گواہ: جاوید اقبال اختر چیمہ

مسل نمبر 10248: مَیں شاکر احمد ولد مکرم نبی رسول صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 44 سال تاریخ بیعت 1998، ساکن محلہ طاہر ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10؍جنوری 2021 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی مکان 5 مرلہ زمین پر مشتمل۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/7200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: حافظ شریف الحسن — العبد: شاکر احمد — گواہ: محمد انور احمد

مسل نمبر 10249: مَیں شہمن شجاعت زوجہ مکرم شجاعت احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 43 سال پیدائشی احمدی، ساکن محلہ دار العلوم ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 15؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1500 روپئے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ سالانہ 5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد السلام تاری — الامۃ: شہمن شجاعت — گواہ: حقیقت خان

مسل نمبر 10250: مَیں سلمہ زوجہ مکرم عدنان احمد صدیقی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 30 سال تاریخ بیعت 2005، ساکن محلہ دار العلوم ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22؍جنوری 2021 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: چین 11 گرام، انگوٹھی 5.700 گرام، پائل 57 گرام، پائل 49 گرام، پائل 48 گرام، زیور طلائی: چین 4 گرام، ایک جوڑی بالی 1 گرام (تمام زیورات 22 کریٹ) حق مہر -/45,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/600 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عدنان احمد صدیقی — الامۃ: سلمہ — گواہ: بشارت احمد حیدر

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 70 Thursday 18 - February - 2021 Issue. 7

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.700/- (Per Issue : Rs.11/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چودھری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید پاکستان کے اوصاف حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12رفروری 2021ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج میں جماعت کے ایک دیرینہ خادم مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کی گزشتہ دنوں میں وفات ہوئی۔ آپ وکیل اعلیٰ تحریک جدید پاکستان تھے۔ صدر مجلس تحریک جدید انجمن احمدیہ تھے اور افسر جلسہ سالانہ کی خدمت پر بھی ایک لمبے عرصے سے مامور تھے۔ 7رفروری کو طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ میں 87 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مکرم چوہدری صاحب کے والد کا نام بابو محمد بخش صاحب اور والدہ کا نام عائشہ بی بی صاحبہ تھا۔ بھیرہ کے نواحی علاقے کے رہنے والے تھے۔ چوہدری صاحب 1934ء میں قادیان میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد نے انکی پیدائش سے کوئی پانچ سال پہلے احمدیت قبول کی تھی۔

چوہدری صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی وقف کی تحریک پر لبیک کہتے ہوئے آپ کی والدہ آپ کو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے گئیں اور حضور سے عرض کیا کہ یہ میرا بچہ ہے میں اس کو خدمت دین کیلئے وقف کرتی ہوں۔ 1949ء میں انہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا پھر وکالت دیوان ربوہ کی ہدایت پر انٹرویو کیلئے ربوہ تشریف لائے تحریری امتحان کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ان کا انٹرویو لیا اور آپؓ کی ہدایت پر ان کی تعلیم کا سلسلہ چلتا رہا اور اسکول اور یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کی۔ 1955ء میں تعلیم الاسلام کالج میں استاد مقرر ہوئے اور پھر صدر شعبہ ریاضی بھی مقرر ہوئے۔ ان کی شادی 1960ء میں رضیہ خانم صاحبہ سے ہوئی جو عبدالجبار خان صاحب سرگودھا کی بیٹی تھیں۔ 1974ء تک ٹی آئی کالج ربوہ میں خدمات سرانجام دیتے رہے۔ بعدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے آپ کو ناظر ضیافت مقرر کیا۔ 1982ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو وکیل اعلیٰ تحریک جدید مقرر فرمایا اس کے ساتھ ہی کچھ عرصہ تک آپ ایڈیشنل صدر مجلس تحریک جدید بھی رہے۔ پھر 1989ء میں صدر مجلس تحریک جدید مقرر ہوئے اور وفات تک یہ خدمات بجالاتے رہے۔ اس کے علاوہ آپ 1986ء سے تا وفات ایڈیشنل ناظر اعلیٰ رہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے زمانے میں آپ کو امیر مقامی بننے کا بھی اعزاز حاصل ہوا۔ مجلس خدام الاحمدیہ مقامی ربوہ اور مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمات بجالاتے رہے اور اس کے بعد 1969ء سے 1973ء تک بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں ساری دنیا میں ایک ہی مرکزی خدام الاحمدیہ تھی اور مرکز سے اسکا کنٹرول ہوتا تھا ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ صدر نہیں مقرر ہوتا تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے آپ کے بارے میں 1970ء کے اجتماع خدام الاحمدیہ مرکزیہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ میں نے ایک مخلص بچے کو جس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جسمانی تعلق تو نہ تھا لیکن روحانی تعلق بہت پختہ تھا خدام الاحمدیہ کی صدارت سونپی اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کی کوششوں میں برکت ڈالی اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمایا۔

آپ کے دور صدارت میں سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کی خواہش کے مطابق خدام الاحمدیہ کے ہر شعبہ نے نمایاں ترقی کی۔

1974ء کے ہنگامی حالات میں بھی چوہدری صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت کے مطابق اہم خدمات سرانجام دیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی لندن ہجرت کے بعد حضور کے ارشاد پر لندن آئے اور ایک سال سے زائد عرصہ یہاں رہے اور یہاں بھی جو جماعتی مرکزی نظام تھا اس کو قائم کرنے اور اسکو سیٹ کرنے میں انہوں نے کافی کردار ادا کیا۔ 1982ء سے 1999ء تک بطور صدر مجلس انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ جماعت احمدیہ کی صد سالہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے صدر کی حیثیت سے بھی خدمت سرانجام دی۔ اس سے قبل آپ کو سیکرٹری صد سالہ احمدیہ جوبلی منصوبہ بندی کمیٹی کے طور پر خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ اپریل 2003ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے موقع پر انتخاب خلافت کے اجلاس کی صدارت کا اعزاز بھی انہیں نصیب ہوا۔ بطور وکیل اعلیٰ آپ نے افریقہ اور یورپ سمیت متعدد ممالک کے دورے بھی کئے۔ 1973ء میں محترم سید میر داؤد احمد صاحب کی وفات پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کر دیا۔ 1973ء تا وفات آپ بطور افسر جلسہ سالانہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ جلسہ سالانہ قادیان 1991ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ان کو افسر جلسہ سالانہ مقرر فرمایا۔ 1977ء میں ان کو افسر جلسہ سالانہ ربوہ کے علاوہ ناظر ضیافت بھی مقرر کیا گیا۔ 1977ء تا 1987ء بطور ناظر ضیافت خدمات سرانجام دیتے رہے۔

آپ کے پسماندگان میں آپ کی اہلیہ رضیہ خانم کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ شادی کے بعد میں نے دیکھا کہ آپ کو جو بھی الاؤنس ملتا تھا سب سے پہلے اس میں سے چندہ نکالتے اور مجھے بھی ہمیشہ یہ تلقین کرتے کہ پہلے چندے دو بعد میں باقی اخراجات پورے کرو اور مجھے وصیت کی تلقین بھی کی۔ آپ تہجد گزار تھے۔

بہت ستاری والی طبیعت تھی ایک شفیق خاوند تھے بچوں کیلئے شفیق باپ تھے۔ کسی رشتہ دار سے ناراض نہ ہوتے تھے صلح میں پہل کرتے تھے اور کہتے تھے کہ العزۃ للہ جمیعا۔ سب عزتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتی ہیں۔ اپنے بہن بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی کہتی ہیں کہ کبھی ہماری امی سے اونچی آواز میں بات نہیں کی۔ ابو صرف ہمارے ابو نہیں تھے بلکہ ہمارے دوست بھی تھے۔ پھر کہتی ہیں کہ کمرے میں ہی نماز تہجد پڑھتے تھے اس دوران مجھے ان کی یہ دعا اب تک یاد ہے جو وہ بار بار پڑھتے تھے کہ اے قادر و توانا آفات سے بچانا۔ ہمارے ابو ہمارے لئے دعاؤں کا خزانہ تھے۔

حضور انور نے فرمایا: آپ حقیقی معنوں میں وقف زندگی کا حق ادا کرنے والے تھے۔ کھانے پینے اور سونے کے علاوہ آپ نے صرف جماعتی کام کیا کوئی وقت ضائع نہیں کیا۔

ان کے بیٹے لکھتے ہیں کہ آپ ہمیشہ دو باتوں پر زور دیتے تھے کہ نمازیں اور خلیفہ وقت کا خطبہ کسی صورت میں miss نہیں کرنا چاہئے اور خلیفہ وقت نے جو بھی ارشاد فرمائے ہیں ان پر بھرپور عمل کرنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا: جب میں نے تمام ناظران و وکلاء کو ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ باہر جماعتوں میں جائیں اور لوگوں کو ملیں اور میرا اسلام پہنچائیں تو چوہدری صاحب بھی دو دفعہ گئے ضلع سرگودھا ان کے سپرد تھا اور کوئی گھر انہوں نے نہیں چھوڑا ہر گھر تک پہنچے اور میرا اسلام پہنچایا۔

آپ یہ کہا کرتے تھے کہ جو بھی معاملہ ہو چھوٹا ہو یا بڑا ہو، غلطی بھی ہو گئی ہو تو خلیفۃ المسیح کو باخبر رکھنا ہے اور لازمی طور پر بات ان کے علم میں لائیں۔ اس سے دعا بھی ہو جاتی ہے اور اصلاح بھی ہو جاتی ہے۔

لئیق عابد صاحب نے لکھا کہ چھوٹے چھوٹے معاملات میں بہت زیادہ احتیاط سے کام کیا کرتے تھے۔ کوئی بھی ڈرافٹ بل یا خط مکمل پڑھے بغیر سائن نہیں کیا کرتے تھے۔

حضور انور نے فرمایا: یہ بڑی ضروری چیز ہے افسروں کیلئے کہ بغیر دیکھے سائن نہ کیا کریں۔ وقت کی پابندی کرتے اور ہر کام وقت پر کرنے کی عادت اس قدر پختہ تھی کہ گویا وقت پر سوار ہوں اور جس طرح چاہیں اسکو موڑ لیں۔ اس قدر وقت کی پابندی کے باوجود ادب کے تقاضوں کا بہت لحاظ کرنے والے تھے۔ مسجد میں نماز کیلئے جاتے تو ذکر الٰہی میں مشغول ہو جاتے۔

سمیع اللہ سیال صاحب کہتے ہیں کہ اپنے اوصاف کے لحاظ سے وہ ایک عظیم انسان تھے ایک ہمدرد باہمت ہمہ وقت دین کی خدمت کرنے والے اور خلافت سے بے پناہ عشق رکھنے والے وجود تھے۔ نئے آنے والے واقفین کی نہایت عمدگی سے تربیت کیا کرتے تھے۔

حلیم قریشی صاحب کہتے ہیں کہ انتظامی معاملات اور مالی معاملات پر بڑی سخت گرفت تھی۔ کبھی بد انتظامی برداشت نہ کرتے۔ مالی معاملات پر گہری نظر رکھتے اور قیمتوں کے بارے میں اَپ ڈیٹ لیتے رہتے۔ اگر کوئی بل آتا اور اس میں دس روپے بھی زائد ہوتے تو پوچھ گچھ کرتے کہ فلاں دوکان پر اس چیز کی قیمت سو روپے ہے اور آپ نے ایک سو دس روپے خرچ کئے ہیں۔

ماجد طاہر صاحب وکیل التبشیر لندن لکھتے ہیں کہ آپ کے وقت کا ہر لمحہ خدمت دین میں گزرا۔ مختلف دفتری معاملات کی کارروائی میں جو بھی خلیفہ وقت کی طرف سے ارشادات چوہدری صاحب کو پہنچائے جاتے فوری طور پر بلا تاخیر ان پر کارروائی فرماتے۔ یقیناً آپ کا اٹھنا بیٹھنا کھڑے ہونا چلنا بولنا اور خاموش رہنا خلیفہ وقت کے ماتحت تھا۔ جو لوگ قواعد کو خلیفہ وقت کے کہنے سے بھی زیادہ اوپر سمجھتے ہیں کہ قواعد لکھے گئے ہیں جماعت کے انہی پر عمل ہونا چاہئے، ان کو ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے کہ جو خلیفہ وقت ہدایات دیتے ہیں اور جو ارشادات فرماتے ہیں ان پر عمل کریں یہی آپ کے لئے قواعد ہیں۔

مبارک صدیقی صاحب کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ٹی.آئی کالج سے میٹنگ کے دوران میں نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا لمبا عرصہ خدمات کی توفیق دی ہے بڑے اعزازات سے نوازا ہے۔ ہمیں اس کامیابی کا راز بتائیں کوئی نصیحت فرمائیں۔ اس پر انہوں نے کہا کہ ایک ہی راز ہے اور وہ یہ ہے کہ اپنے علم اور اپنی عقل کو کچھ نہ سمجھیں اور آنکھیں بند کر کے خلیفہ وقت کی اطاعت کریں ایسی اطاعت ہو کہ آپ کا دل گواہی دے کہ میں نے اطاعت کا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور خلافت کو ان جیسے سلطان نصیر ملتے رہیں۔ پاکستان کے حالات کے متعلق بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد پاکستان کے حالات بدلے اور وہاں احمدیوں کو آزادی سے اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا ہو۔

دوسری جو اہم بات مَیں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کورونا کی جو وبا پھیلی ہوئی ہے دنیا میں اس میں احمدی بھی جو حق ہے احتیاط کرنے کا وہ نہیں ادا کر رہے۔ نہ یو.کے میں نہ امریکہ میں نہ پاکستان میں نہ کسی اور ملک میں۔ پوری طرح احتیاط کرنی چاہئے ماسک وغیرہ پہننا چاہئے۔ ماسک پہنا ہوتا ہے تو ناک ننگا ہوتا ہے۔ حالانکہ ناک ڈھکا ہونا چاہئے یا گردن کے اوپر ماسک رکھا ہوتا ہے تو اس میں ماسک پہننے کا فائدہ کیا۔ پھر آپس میں قریب ہو کے ملنا سوشل ڈسٹینسنگ نہیں رکھتے اور جو قواعد گورنمنٹ نے مقرر کئے ہوئے ہیں، ان پر عمل نہیں کرتے تو ان ساری باتوں پہ ہمیں عمل کرنا چاہئے نہیں تو یہ وبا اسی طرح پھر ایک دوسرے سے پھیلتی چلی جائے گی اور یہ بھی کوشش کرنی چاہئے آجکل کہ کم سے کم سفر کریں بلا وجہ غیر ضروری سفر کو avoid کریں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اس وباء کو جلد دور کرے اور جو احمدی بیمار ہیں ان کو بھی اور جو احمدی نہیں ہیں اور بیمار ہیں ان کو بھی شفاء عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد میں انشاء اللہ چوہدری صاحب کا جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔ ☆☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad